سلسلہ مطبوعات اشاعت گھر شمارہ (۳)

# "ہندوستانی ریاستوں کا مستقبل"

از

خواجہ معین الدین (بی اے)



اشاعت گھر

حیدر آباد دکن

پہلا ایڈیشن اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء

مالکان

# اشاعت گھر

غوث محی الدین (عثمانیہ)

چندر سین جائیسوال

قیمت (عہ)

# ہندوستان کی

# موجودہ سیاسی صورت حال

ہندوستان میں آج کل سیاسی تعطل جاری ہے یہ تعطل موجودہ جنگ کے آغاز کے بعد کانگریسی وزارتوں کے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اور چونکہ گزشتہ چار سال کے دوران میں کانگریس و حکومت ہند یا مسلم لیگ و کانگریس کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا اس لئے یہ تعطل ختم نہ ہو سکا حکومت کی جانب سے سیاسی تعطل کو دور کرنے کی مخفی کوششیں بھی کی گئیں لیکن چونکہ کانگریس و مسلم لیگ کو مطمئن نہ کر سکی تھیں اس لئے ناکام ہو گئیں اور تعطل میں مزید شدت پیدا ہو گئی اس تعطل کی وجہ سے کانگریس و حکومت اور مسلم لیگ اور کانگریس کے تعلقات میں مسلسل کشیدگی بڑھتی ہی گئی اور اب تو اس تعطل کو ختم کرنے کا مسئلہ بہت مشکل اور پیچیدہ بن گیا ہے برطانوی مدبرین ہندوستان کے سیاسی تعطل کی ذمہ داری ہندوستان کے قومی آقاؤں پر رکھتے ہیں اور ان کا یہ کہنا ہے کہ حکومت برطانیہ نے متعدد مرتبہ اس تعطل کو دور کرنے کی کوشش کی مگر ہندوستانی قومی

عناصر کے عدم تعاون عمل کی وجہ سے ناکام ہوگئیں اس لئے اب ہندوستان
کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ تعطل کو دور کرنے کی کوشش کریں ہندوستانی زعماء
کو اب پہل کرنی چاہیئے برطانوی حکومت نے تجاویز کرپس میں قلمروی موقف
ذی مقبوضاتی مرتبہ کے حصول کو ہندوستان کے سیاسی نصب العین کے طور پر تسلیم
کیا ہے اور یہ تجاویز باوجود صورت حال کی تبدیلی کے اب بھی برقرار ہیں ملک کا نظم
کی حکومت کے ذمہ دار نمائندے یہی راگ الاپتے رہتے ہیں کہ خود ہندوستانی
مدبرین کو پہلے باہمی مفاہمت اور اتحاد کرکے بعد ازاں حکومت کے سامنے متحدہ
مطالبہ کو پیش کرنا چاہیئے مگر ملک کے سیاسی حالات اتنے پیچیدہ اور ہندو مسلم
تعلقات اتنے کشیدہ ہو گئے ہیں کہ ہندوستانی لیڈروں کا باہمی سمجھوتہ کرنا دشوار
نظر آتا ہے ایک جانب کانگریس مکمل آزادی کے اعلان اور قومی حکومت کے قیام
کا شدید مطالبہ کر رہی ہے تو دوسرے جانب مسلم لیگ پاکستان کو اپنا سیاسی
نصب العین و مذہبی عقیدہ قرار دیکر اس کے قیام کا پرزور مطالبہ کر رہی ہے
ان دونوں سیاسی تنظیموں کے مطالبات میں اتنا شدید اختلاف ہے کہ ان میں
مصالحت بہت مشکل ہو گئی ہے حکومت مقبوضاتی مرتبہ دینے کا وعدہ کر رہی ہے
جس سے کانگریس و لیگ مطمئن نہیں ہیں الغرض انہیں وجوہات کی بنا پر
ہندوستانی سیاست ایک بحران عظیم میں مبتلا ہے اور جس کی وجہ سے ایک عام
انتشار اور افراتفری پیدا ہوگئی۔

**کانگریس کی تحریک ستیہ گرہ** اگر ایک جانب ہندوستان کی سیاسی صورت
حال بہت نازک اور بڑی پیچیدہ ہو گئی ہے تو دوسرے جانب دشمن کے حملہ کا

خوف ابھی تک باقی ہے ہندوستان کا سیاسی ارتقا دستوری تعطل کی وجہ سے
معرض التوا میں پڑ گیا ہے کانگریس کے ذمہ دار اراکین و گاندھی جی ہندوستان کی
مکمل آزادی مرکز میں قومی حکومت کے قیام اور دفاع کی قومی اصولوں پر تنظیم کا
مطالبہ کر رہے ہیں۔ گاندھی جی نے "ہندوستان چھوڑو" کی تحریک شروع کی اور
اگست ۱۹۴۲ء میں ایک قرارداد کے ذریعے انگریزوں سے مطالبہ کیا کہ ہندوستان
چھوڑ دیں اور دھمکی دی کہ آزادی کے حصول کے لئے عام ستیہ گرہ شروع کر دیں گے
جس کی بنا پر گاندھی جی اور مولانا آزاد و پنڈت نہرو وغیرہ کو حکومت ہند نے گرفتار کر لیا
ان کی گرفتاری کے بعد ہی تمام ہندوستان میں کانگریسیوں نے عام ستیہ گرہ شروع
کر دی چاروں طرف فسادات و ہنگامہ برپا ہوئے حکومت نے سختی سے ان فسادات
کا تدارک کیا اور ستیہ گرہ ختم ہو گئی کانگریس کو حکومت نے خلاف قانون تنظیم قرار دیا
اور گاندھی جی پر الزام لگایا گیا کہ وہ جاپان کے پانچویں کالم میں مسٹر ایمری وزیر ہند
نے حکومت ہند کے عمل کی تائید کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ وہ کسی قیمت پر
ہندوستان نہیں چھوڑیں گے مسٹر چرچل نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ
کانگریس ہندوستان کی ایک سیاسی جماعت ہے جو پورے ملک کی نمائندہ نہیں ہے اور
نہ وہ اکثریت کی ترجمان ہے مسلمان اچھوت و والیان ریاست جن کی ہندوستان
میں اکثریت ہے وہ پوری طرح حکومت کی تائید کر رہے ہیں اور کانگریسی تحریک
کے مخالف ہیں ان کو نظر انداز کر کے خود اپنی روایتی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے
حکومت کانگریس کے مطالبات کو تسلیم نہیں کر سکتی" اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے
سر تیج بہادر سپرو نے کہا کہ حکومت برطانیہ کانگریس کے ساتھ اسی طرح برتاؤ کر رہی ہے

حکومت کی بد نیتی سمجھا جاتا ہے اور اس وقت تک ترک کرنے آمادہ نہیں جب تک کہ
وہ پوری شکل میں تسلیم نہ کرے الغرض کانگریس اور حکومت کے اختلافات کی خلیج دن بدن
وسیع تر ہو گئی جس کی وجہ سے تعطل میں مزید شدت پیدا ہو گئی ہے۔ لارڈ لنلتھگو
نے اپنی وداعی تقریر میں کانگریس کا ذکر تک نہیں کیا جس کی وجہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ
حکومت کانگریس کے طرز عمل میں تبدیلی نہ پیدا ہونے کی وجہ سے اس کو نظر انداز کر رہی
ہے حکومت برطانیہ کے بعض ذمہ دار نمائندوں نے ہندوستان کے سیاسی تعطل پر
تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کانگریس اگر قرارداد اگست واپس لے لے یا گاندھی
جی اس کو منسوخ کرتے ہوئے تحریک ستیہ گرہ کی ذمہ داری قبول کر لیں تو حکومت کانگریس
سے مفاہمت کر سکتی ہے مگر نہ گاندھی جی نے اب تک قرارداد اگست واپس لی نہ
انہوں نے منسوخ کرنے کی ذمہ داری کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ اور کانگریس کی مجلس عاملہ
کے اراکین جیل میں بند ہیں۔ نئے وائسرائے ہند لارڈ ویول نے اپنی تقاریر میں
ہندوستان کے سیاسی تعطل کو حل کرنے پر زور دیتے ہوئے اس کے دشوار اور
مشکل ہونے کا بھی اعتراف کیا ہے انہوں نے جاپان کے خلاف جنگ کرنے اور ہندوستان
کے روزمرہ مسائل کو حل کرنے کے بعد تیسرے درجہ پر سیاسی تعطل کا ذکر کیا ہے۔
ان کی تقاریر سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ویول کامیاب اختتام جنگ کے بعد ہندوستان
کے سیاسی اقتدار کی طرف توجہ کرینگے وہ تجاویز کرپس کے مطابق ہندوستان کو
مقبوضاتی مرتبہ دینے کے وعدہ کو دہرا رہے ہیں جو نہ کبھی ہندوستان میں
مقبول ہوا نہ ہو سکیگا بہرحال آئندہ اپنے دور میں لارڈ ویول مقبوضاتی مرتبہ عطا کرنے
کی کوشش کرینگے چونکہ وہ خلوص نیت سے کوشش کرینگے ممکن ہے انہیں کامیابی حاصل ہو جائے۔

# مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان

مسلم لیگ نہ صرف کانگریس کے مطالبات قومی حکومت اور ہندوستان چھوڑو
کے مخالف ہے بلکہ وہ کانگریس کی جاری کردہ ستیہ گرہ تحریک کو ملت اسلامیہ
ہند کے مفاد کے خلاف تصور کرتی ہے مسلم لیگ ہندو اکثریتی راج کی ہر طریقہ
سے مخالفت کرنے آمادہ ہے اسی لئے وہ مسلمانوں کے ایک علیحدہ قوم ہونے کا
دعویٰ کرتے ہوئے ان کے حق خود ارادیت کے تحت پاکستان یعنی آزاد مسلم مملکتوں
کے قیام کا مطالبہ کر رہی ہے پاکستان کو اصولاً حکومت نے تجاویز کرپس میں تسلیم
کر لیا ہے کانگریس کے ایک ممتاز لیڈر راجگوپال اچاری بھی مسلمانوں کے مطالبہ
حق خود ارادیت و پاکستان کے مؤید بن گئے ہیں اور وہ اصول پاکستان پر
کانگریس و لیگ میں مفاہمت کرانے کی مسلسل و انتھک کوشش کر رہے ہیں
مہا سبھا اکھنڈ ہندوستان کی تحریک چلا رہی ہے اور پاکستان کی سختی سے مذمت
کر رہی ہے کانگریس و مہا سبھا پاکستان کی شدید مخالفت کر رہے ہیں اور اسی

شدت کے ساتھ مسلمانان ہند پاکستان کا مطالبہ کر رہے ہیں الغرض ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پاکستان کا مسئلہ باعث اختلاف ہے بغیر اس مسئلہ کو حل کئے ہندوستان کی آزادی کا سوال حل نہیں ہو سکتا اس لئے تاج ملک معظم کی حکومت کے نمائندوں نے متعدد مرتبہ اعلان کیا کہ بغیر فرقہ وارانہ اتحاد کے وہ ہندوستان کو اختیارات منتقل نہیں کر سکتے ہندو مسلم اتحاد آزادی کے حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے اور یہ اتحاد اب بغیر پاکستان کو تسلیم کئے کہ پیدا ہو نہیں سکتا بعض ہندو لیڈر راجہ جی کے حلقہ اثر کے کانگریسی قایدین اور مدراس کی جسٹس پارٹی کے قاید وغیرہ پاکستان کی تائید کر رہے ہیں گاندھی جی پاکستان کے اگرچہ ابھی تک موید نہیں ہوئے ہیں مگر دس کروڑ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو انہیں ماننا ہی پڑیگا چونکہ اس کے سوا کوئی دوسری ترکیب نہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ اصولاً پاکستان کو تسلیم کر لیں گے اور ہندو مسلم اتحاد قائم ہو جائے گا اس اتحاد کے قائم ہوتے ہی ہندوستان کو آزادی حاصل ہونا یقینی ہے گر تا وقتیکہ گاندھی جی اور کانگریس پاکستان کو تسلیم نہ کریں ہندوستان میں سیاسی تعطل جاری رہیگا مسٹر ایمری وزیر ہند نے اس تعطل کے متعلق بالکل صحیح کہا تھا کہ یہ تعطل کانگریس و حکومت کے ہی درمیان نہیں ہے بلکہ یہ بین الفرقہ جاتی ہے یہ تعطل کانگریس و لیگ ۔ لیگ و مہاسبھا والیان ریاست و کانگریس وغیرہ کے درمیان بھی موجود ہے محض کانگریس و حکومت کے درمیانی تعطل کو دور کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ کانگریس و لیگ اور کانگریس و روسار کے درمیانی تعطل کو بھی دور کرنا ہوگا ۔

## ریاستیں اور تعطل

کانگریس اور حکومت کے تعطل کو اعلان آزادی سے
کانگریس اور لیگ کے تعطل کو پاکستان کے تسلیم سے دور کیا جاسکتا ہے مگر کانگریس
اور روساء کے تعطل کو دور کرنا ذرا مشکل امر ہے اس لئے کہ کانگریس اور والیان ریاست
میں اختلافات بنیادی اور بڑے شدید ہیں کانگریس کی عمومی تحریکات سے نہ
صرف والیان ریاست خوفزدہ ہیں بلکہ وہ موجودہ ستیہ گرہ "ہندوستان چھوڑ دو"
کی تحریک کو خود اپنے لئے شدید مضرت رساں تصور کرتے ہیں کانگریس کی ریاستوں
میں ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کی تحریک روساء کے شخصی اقتدار و اختیارات پر
راست ضرب تھی اور اب "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک تو ان کے وجود کو
معرض خطر میں ڈال رہی ہے اس لئے کہ روساء کے تمام معاہدات و عہدنامے وغیرہ
سب تاج برطانیہ سے کئے ہوئے ہیں اور تاج برطانیہ ان کی حفاظت کا ذمہ دار
اور ان کے حقوق و امتیازات اختیارات و خصوصیات کا پاسبان ہے جب تاج
ہندوستان سے دستبردار ہو جائے گا تو والیان ریاست کے معاہدات وغیرہ
سب کالعدم ہو جائیں گے یا مرکزی حکومت ہند سے متعلق ہو جائیں گے جس
میں کانگریس کی اکثریت ہو گی اور یہ کانگریسی اکثریتی حکومت والیان ریاست
کی سخت مخالف ہو گی بجائے ان کے معاہدات و اختیارات کا احترام و پابندی
کرنے کے مرکزی حکومت ان کے وجود ہی کو مٹانے کی کوشش کرے گی جس کا متعدد
مرتبہ کانگریسی قائدین نے اعلان کر دیا ہے اسی لئے روساء آج کل عجیب و غریب
سیاسی کشمکش میں مبتلا ہیں اگر وہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام پر

پر زور دیتے ہیں تو یہ ملک کی آزادی کے منافی قومی مفاد کے خلاف اور صریحاً مادر وطن
سے غداری کے مترادف ہوگا یا اگر تاج سے کئے ہوئے معاہدات مرکزی
حکومت میں منتقل کرتے ہیں تو وہ خود ان کی خواہش ہوگی ایسی صورت میں
ریاستوں کے مستقبل کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

**کانگریس کی عمومی تحریک اور ریاستیں** | گزشتہ جنگ عظیم کے بعد جب
عمومیت کو بین الاقوامی طور پر سیاسی ارتقاء کا نصب العین قرار دیا جانے لگا
تو اس وقت ہندوستان میں کانگریس نے عمومیت کو اس کے بعض خصوصیات
اور بالخصوص اکثریتی حکومت کے اصول کی وجہ سے اپنی تحریکات کا مرکز بنالیا
چونکہ عمومیت ہندوستان کے لئے کسی طرح بھی سازگار نہ ہوسکتی تھی اس لئے
مسلم لیگ اور ریاستوں نے کانگریس کی عمومی تحریکات کی مخالفت شروع کردی
مسلمان اس لئے اس کے مخالف بن گئے کہ اس کی وجہ سے ہندوستان میں ہندو
اکثریت راج قائم ہو جا سکتا تھا اور والیان ریاست اس لئے اس سے
خوفزدہ تھے کہ وہ ان کی شخصی مطلق العنانی کی سخت دشمن تھیں۔

کانگریس کی تحریکات اور عمومیت کے پروپیگنڈے کی وجہ سے ریاستی
رعایا میں بھی احساس بیداری اور سیاسی شعور پیدا ہو گیا انھوں نے روسار
سے اپنے سیاسی حقوق کا مطالبہ شروع کردیا عمومی اساس پر سیاسی تنظیمات
قائم ہونے لگیں اور روسار کی مطلق العنانیت و شخصی حکمرانی کے خلاف رعایا
نے سخت احتجاج کرنا شروع کردیا جس کی وجہ سے بعض ریاستوں میں اصلاحات
جاری کئے گئے اور رعایا کو کچھ حقوق حاصل ہوئے مگر ان کا مطالبہ جاری رہا۔

**کانگریسی دورِ حکومت اور تحریکِ ذمہ دارانہ حکومت** | جب قانون ہند ۱۹۳۵ء کے روسے صوبہ جات ہند میں حکومت خود اختیاری نافذ کی گئی تو کانگریس نے سات صوبوں میں اپنی حکومتیں قائم کیں جو بالکل فسطائی طرز کی ایک جماعتی حکومتیں تھیں اور وہ براہ راست کانگریس اعلیٰ کمان کے زیر ہدایت چلائی گئیں۔

**کانگریس کی ستیہ گرہ** | کانگریس نے متعدد مرتبہ اعلان کیا تھا کہ وہ ریاستوں میں مداخلت نہ کرے گی مگر جب اس کو حکومت و اقتدار حاصل ہو گیا تو کانگریس نے اپنی اعلیٰ کمان یعنی گاندھی جی کی قیادت میں بالواسطہ و بلا واسطہ مداخلت کرنا شروع کر دیا ریاستوں میں کانگریسی جماعتیں قائم کی گئیں اور کانگریسی قایدین نے ریاستوں کی رعایا کے نام سے ذمہ دارانہ حکومتوں کے قیام کا مطالبہ شروع کر دیا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے ریاستوں میں عام ستیہ گرہ شروع کر دی ریاست حیدرآباد، میسور، ٹراونکور وغیرہ میں ستیہ گرہ نے کافی شدت اختیار کر لی اور بالخصوص ریاست حیدرآباد میں چونکہ کانگریس نے دیگر ہندو فرقہ وارانہ جماعتوں کے ساتھ ملکر ستیہ گرہ و فسادات برپا کی تھی اس لئے کانگریسی ستیہ گرہ نے فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر لیا جس کی وجہ سے ہندو مسلم تعلقات کشیدہ ہو گئے گاندھی جی نے اس ستیہ گرہ کی فرقہ وارانہ نوعیت کو محسوس کر کے حیدرآباد میں کانگریسی ستیہ گرہ کو ختم کرنیکا مشورہ دیا گر آریہ سماج اور ہندو مہا سبھا نے ستیہ گرہ جاری رکھی تھی وہ بھی بتدریج ختم ہو گئی۔

**گاندھی جی کا برت** | ریاست راجکوٹ و دیگر جنوب مغربی ریاستوں میں کانگریسی ستیہ گرہ نے بڑی نازک صورت حال اختیار کر لی تھی اس لئے کہ خود گاندھی جی اور سردار پٹیل و مسٹر بھاج وغیرہ نے ستیہ گرہ میں عملی حصہ لیا تھا راجکوٹ میں گاندھی جی

نے مرن برت بھی رکھا جس کی وجہ سے حکومت ہند کو مداخلت کرنی پڑی والسرائے بہادر نے مداخلت کی اور ان ریاستوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ دستوری اصلاحات نافذ کر کے رعایا کو حقوق عطا کریں۔ ریاست حیدر آباد، میسور و دیگر ریاستوں میں بھی اصلاحات نافذ کیئے گئے جن کے رو سے رعایا کے اکثر و بیشتر مطالبات تسلیم کرلئے گئے اور حالات پرسکون ہو گئے۔

**کانگریس کی مخالفت** کانگریس کی ریاستوں میں راست مداخلت اور ستیہ گرہ تحریک کے جاری کرنے کی وجہ سے والیان ریاست اور کانگریس میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے روسا کانگریس کو اپنا دشمن اور کانگریس روسا کو برطانوی شاہنشاہیت کے آلہ کار تصور کرنے لگے پنڈت جواہر لال نہرو نے ریاستوں کو قرون وسطی کی یادگار کہا اور گاندھی جی نے انہیں جسم کے پھوڑے سے تشبیہ دی اور دیگر کانگریسی قایدین نے بھی علانیہ ان کے وجود کو مٹا دینے کی دھمکیاں دیں اس لئے والیان ریاست حکومت کی آغوش میں پناہ لینے لگے مگر والسرائے بہادر نے ایک جانب ان کے معاہدات واجبات کے تحفظ کا یقین دلایا تو دوسرے جانب انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنے نظم و نسق کو عصری بنائیں رعایا کو حقوق دیں اور زمانہ کی رفتار کا ساتھ دیں اصلاحات نافذ کریں اور نظم و نسق میں اس طرح اصلاح کریں کہ وہ رعایا کے لیئے سود مند ثابت ہو۔

**والسرائے کا مشورہ** والسرائے کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے رفتار زمانہ کا ساتھ دینے کے لئے اور عمومی تحریکات و مطالبہ قیام ذمہ دارانہ حکومت کا لحاظ کرتے ہوئے والیان ریاست اصلاحات نافذ کر کے نظم و نسق میں اصلاح کرنے لگے

اور یہہ کوشش کررہے ہیں کہ رعایا کے فلاح وبہبود کے لئے اسے بالکل عصری بنادیں ہندوستان کی بعض ریاستیں اتنی ترقی کرگئی ہیں کہ وہ برطانوی ہند سے کسی طرح پیچھے نہیں مثلاً حیدرآباد میسور ٹراونکور وبڑودہ وغیرہ اتنے ترقی یافتہ ہوگئے ہیں کہ بعض امور میں وہ صوبہ جات ہند سے آگے بڑھ گئے ہیں ریاست حیدرآباد کا سوانحہ ٹراونکور کا معیار تعلیم میسور کی عام ترقی صوبہ جات کے لئے قابل تقلید ہیں ان چند مستثنیات کے علاوہ دیگر سینکڑوں ریاستوں میں حالات اطمینان بخش نہیں ہیں اسی لئے حکومت ہند کا محکمہ سیاست خارجیہ ان میں مداخلت کرتے رہتا ہے یا خود رزیڈنٹ والیان ریاست کو مشورہ دیا کرتا ہے۔

# ریاستوں کا تاریخی پس منظر

**جغرافی محل وقوع** ہندوستانی ریاستیں یوں تو تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں مگر بالخصوص ساحلی علاقوں سے ہٹکر اندرون ملک زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے جو ایک تجارتی کمپنی تھی اپنے تجارتی اغراض و ذرائع حمل ونقل کی سہولتوں کے خاطر ہندوستان کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کیا جو نہ صرف زرخیز تھے بلکہ گنجان آبادی بھی رکھتے تھے جزیرہ نما ہند کے کم زرخیز اور پہاڑی مقامات کو والیان ریاست کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

"تجارتی کمپنی کو ہندوستان کے ساحلی مقامات و بڑے اور قابل جہاز رانی دریاؤں کی وادیوں کی جو سمندر تک جاتی ہیں زرعی پیداوار کی احد تک دولتمند و گنجان آباد علاقوں کی جہاں یورپ کا مال فروخت کیا جا سکے کی ضرورت تھی"

(دیکھئے تاریخ برطانیہ اور ہندوستانی ریاستیں صفحہ ۱۳۵) اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے ان پر قبضہ کر لیا اور "پہاڑی اور بنجر علاقوں کو

شکاریوں اور محنتی کسانوں کے لیئے اور ان کے حکمرانوں کے لیئے چھوڑ دیا"
(دیکھئے ہندوستانی ریاستیں اور حکمران رو سار صفحہ (۱۰)

انتہائی شمال میں ریاست کشمیر ہے اور انتہائی جنوب میں ریاست ٹراونکور واقع ہے دکن میں ریاست حیدر آباد شمال و جنوب کو ملاتی ہے جنوبی ہند میں ریاست میسور سلطنت وجیا نگر کی نمائندہ واقع ہے علاقہ راجپوتانہ میں اودے پور۔ جے پور۔ جودھپور اور بیکانیر کی قدیم ریاستیں اپنی تاریخی عظمت و شاندار روایات کی حامل ہیں وسطی ہند میں گوالیار و اندور کی مرہٹہ ریاستیں ہیں جو سلطنت مرہٹہ کی یادگار ہیں جزیرہ نما کاٹھیاواڑ میں بھی کئی ریاستیں ہیں پنجاب میں سکھ سلطنت کی نمائندہ ریاستیں پٹیالہ۔ نابہ۔ جند۔ فرید کوٹ اور کپورتھلہ واقع ہیں مسٹر پانیکار نے لکھا ہے کہ فی الحقیقت تاریخ ہند اپنے مختلف مدارج میں ریاستوں کے نقشہ پر موجود پائی جاتی ہے"

**تاریخی پس منظر** یہ ایک امر حقیقت ہے کہ ہندوستانی ریاستیں اپنے وجود سے تاریخ ہند کے مختلف ادوار کو واضح کرتی ہیں ریاست کوچ بہار کے حکمران دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان راٹھوروں کی اولاد ہیں جو شاہی خاندان راشٹر کوٹ کے افراد تھے والیان کوچین و ٹراونکور چیرہ حکمرانوں کے جانشین ہیں اودے پور نے مسلمان حملہ آوروں کی شاندار مدافعت کی تھی اور میسور بہ حیثیت وجیانگر کی جانشین کے ہندو خود مختاری و آزاد مملکت کی صحیح نمائندہ ہے قبل مغلیہ دور کی یادگار مسلم ریاست پالن پور ہے اور مغلیہ روایات و ماحول کی حقیقی نمائندگی ریاست حیدر آباد میں ہوتی ہے ریاست حیدر آباد جو ہندوستان کی سب سے

بڑی اور اہم ریاست ہے سلطنت مغلیہ کی جانشین اور اس کے شاندار روایات عظمت گزشتہ کی حامل ہے۔ روھیلہ حملوں کی یادگار ریاست رامپور موجود ہے۔ سیواجی کے جانشین کلھاپور کے جو نسلاً چھتری ہیں حکمران ہیں بڑودہ گوالیار اندور مرہٹہ سلطنت کے باقیات ہیں پٹیالہ جند اور نابہ سکھ سلطنت کے جانشین ہیں ریاست حیدرآباد کے بعض حصے ان قدیم آندھرا سلطنت و تہذیب اور تمدن کے حامل ہیں اس طرح ہندوستانی ریاستوں کی جڑیں تاریخ میں پیوست ہیں۔ ہیون شیانگ نے کوچ بہار کے حکمران کے حالات بیان کئے ہیں اور عرب سیاحوں نے ریاست کچھ کے دربار کے حالات لکھے ہیں واسکوڈی گاما نے کوچن کے راجہ سے گفت و شنید کی تھی اور انگریزوں نے سب سے پہلے راجہ تراونکور سے ایک معاہدہ کیا تھا اس طرح ریاستیں ہندوستان کے حقیقی روایات کی صحیح ترجمان اور تاریخ ہند کی اصلی مظہر ہیں اکثر ریاستیں اندرون ملک برطانوی علاقوں سے گھرے ہوئے اور صوبہ جات ہند میں پھیلے ملے ہوئے ہیں۔

**ریاستوں کا رقبہ اور انکی آزادی** ہندوستانی ریاستوں کا کل رقبہ (۵۹۸۱۳۸) مربع میل ہے ۲/۵ کل ہندوستان کا رقبہ ریاستوں پر مشتمل ہے اگرچہ ان کا رقبہ آبادی اور آمدنی و زرمالگزاری اور حقوق و روایات الگ الگ ہیں مگر ایک چیز ان میں مشترک ہے وہ یہ ہے کہ وہ برطانوی علاقے نہیں اور ان کی رعایا برطانوی رعایا نہیں ہے۔ برطانوی ہند کی عدالتیں ریاستوں کے حدود میں اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کر سکتیں اور بعض دفعہ برطانوی ہند کے مجالس مقننہ کے قوانین کا ریاستوں میں برطانوی رعایا پر بھی اطلاق نہیں ہو سکتا

# "ریاستوں اور برطانوی حکومت کے تعلقات کا تاریخی پس منظر"

**ایسٹ انڈیا کمپنی کا ابتدائی موقف** | ابتداء میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی دیگر یورپی کمپنیوں کی طرح ایک تجارتی کمپنی تھی مگر جب ۱۷۴۰ء کے بعد ڈوپلے نے جنوبی ہند میں سیاسی اقتدار حاصل کرنیکی جدوجہد شروع کی تب انگریزوں نے اپنے وجود کی حفاظت کرنے کے لئے فرانسیسیوں کے خلاف ہندوستانی حکمرانوں سے اتحاد کرکے جنگیں کیں معرکہ ارکاٹ کے بعد سے جنگ بکسر کی فتح اور ۱۷۶۵ء میں بنگال کی دیوانی حاصل کرنے تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت اور ان کے والیان ریاستوں سے تعلقات ماتحتانہ تھے حصول دیوانی کے بعد سے وارن ہیسٹنگز کے عہد حکومت کے اختتام تک کمپنی میسور اور مرہٹوں کے خلاف جنگیں کرتی رہی تاکہ ہندوستانی ریاستوں کے مساوی مرتبہ حاصل کرے اس دور میں کمپنی نے بعض روساء سے غالب حیثیت کے ساتھ معاہدات بھی کئے مگر وہ ایسے معاہدات نہ تھے جیسے کہ ولزلی نے بعد میں کئے ۱۷۶۵ء میں کمپنی نے نواب وزیر اودھ سے ایک معاہدہ کیا جسکی رو سے انگریزوں نے فوج کے اخراجات کے عوض اودھ کی حدود کی مدافعت کی ذمہ داری قبول کی اس لئے کہ

مرہٹے وافغان حملہ آوروں کے خلاف اودھ کی مدافعت حقیقت میں بنگال کی حفاظت تھی ۱۷۷۳ء کے قانون تنظیم کے رو سے کمپنی بجائے ایک تجارتی شخصیہ کے ایک نیم با اقتدار سیاسی تنظیم برطانوی پارلیمنٹ کے زیر نگرانی وہدایات بنگئی سوائے ریاست اودھ کے جو بالکل ماتحت ریاست کی حد تک پہنچ گئی تھی دیگر ریاستوں سے کمپنی کے تعلقات مساویانہ تھے اور یہی حالات بدستور ولزلی کی آمد تک رہے

**دور ولزلی** ہندوستان کے حالات بڑی حد تک بدل گئے تھے نظام کو ۱۷۹۵ء میں جنگ کھرلہ میں مرہٹوں نے شکست دی تھی اور خود پونہ کی مرکزی حکومت سندھیا، ہلکر اور گیکواڑ کے اعلان خود مختاری کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھی کارنولس کے حملوں کی وجہ میسور میں ٹیپو سلطان کی حکومت کمزور پڑگئی تھی صرف سندھیا و ہلکر کی فوجی طاقت وسطی ہند میں باقی رہ گئی تھی ولزلی کے جو شاہنشاہیت پسند تھا کمپنی کو ان تمام ریاستوں پر قوت بالا دست بنانا چاہتا تھا ولزلی نے نظام سے ایک معاہدہ کیا جو تین امور کی حد تک بڑی اہمیت رکھتا ہے دفعہ اول کے رو سے نظام اپنے دوستوں کو پسند کرنے کی حد تک آزاد نہ رہے اور ریاست مستقل طور پر برطانوی کمپنی کی حلیف بن گئی دوسرے دفعہ کے رو سے ایک برطانوی فوج انگریزی عہدہ داروں کے تحت حیدرآباد میں رکھی گئی جس کے اخراجات نظام برداشت کرینگے یہہ فوج اندرونی و بیرونی مدافعت کے لئے ہوگی تیسری دفعہ کے رو سے یہہ طے پایا کہ نظام کے دیگر ممالک سے خارجہ تعلقات کمپنی کے بالکلیہ توسط سے طے پائیں گے یہہ معاہدہ عہد معاونت کہلاتا ہے جو عہد ولزلی کی خاص خصوصیت ہے ولزلی نے اسی قسم کے عہد معاونت کے ذریعہ والیان ریاست کو کمپنی کے زیر اقتدار کر دیا اور کمپنی کو ہندوستان میں قوت بالا دست بنادیا ولزلی نے لکھا کہ یہ ہز اکسلنسی

گورنر جنرل کی بنیادی اصول کی حد تک حکمت عملی عہد معاونت کرنے میں یہ ہے کہ ریاستوں کو برطانوی قوت کے تحت اس حد تک کر دیا جائے کہ وہ ان تمام ذرائعوں سے محروم ہو جائیں جو سلطنت برطانیہ کے لئے خطرناک ثابت ہوں اور بالکلیہ برطانوی حکومت کے زیر اثر رہیں۔

**عہد معاونت کی خصوصیات** اس عہد معاونت کی جو حیدرآباد کے عہد نامہ پوری طرح نمایاں حیثیت حاصل کر لیا ایک مستقل اور ناقابل تردید خصوصیت یہ ہے کہ اس اتحاد سے حکمران کی خود مختاری ختم ہو جاتی ہے اہم امور کے انصرام کے لئے ریاستوں کے حقوق سلب کر لئے گئے برطانوی حکومت سے مستقل اتحاد کی وجہ سے ریاستوں میں انگریزوں کے مداخلت کا راستہ بھی صاف ہو گیا جو طریقہ عمل در آمد کہلاتا ہے اور جو رؤسا کے مکمل آزادی و خود مختاری کی نفی کرتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ کہ ریاستوں میں برطانوی فوج کا رؤسا کے اخراجات سے رکھا جانا بھی بہت معنی خیز ہے جس کی وجہ سے ریاستوں پر برطانوی حکومت کا اقتدار غالب ہو گیا۔ فوج کے اخراجات تقریباً زر مالگزاری کا ایک ثلث تھے جو باقاعدگی کے ساتھ ریاستوں کی جانب سے ادا نہیں کئے گئے اور بقایا رہ گیا۔ لہٰذا بقایا جات کی وصولی کے لئے کمپنی نے ریاستوں کے زرخیز علاقے برطانوی علاقوں میں ملحق کر لئے عہد معاونت کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے خارجہ تعلقات ختم ہو گئے ۱۸۰۱ء میں یہ دفعہ تو ابھی ارکاٹ کے معاہدہ میں رکھی گئی تھی مگر نظام سے معاہدہ کے بعد یہ شرط عہد معاونت میں لازمی قرار دی گئی اس طرح حیدرآباد کے عہد معاونت کی وجہ سے ہندوستانی ریاستوں کا طریقہ پیدا ہوا اور اس کے ضروری اجزا بھی ظاہر ہوئے اور ریاستوں

کے اہم مسائل، مثلاً اندرونی مداخلت، اقتدارِ اعلیٰ، پرچم، شہزادوں، ورثاء، جبری ...
وراثت پر نگرانی وغیرہ کی وجہ سے ۱۹ فیصدی کے ابتدا سے انگریزوں اور ہندوستانی
رہنماؤں نے اس نظام کے خلاف احتجاج بلند کرنا شروع کر دیا۔ نظم و نسق میں مداخلت
عام نگرانی در پیش وغیرہ بتدریج عالم وجود میں آتے گئے۔ طریقہ عمل دراز کے نتیجہ
کے طور پر معاشی اثرات کے زیر اثر جغرافی ضروریات وغیرہ کی وجہ سے مداخلت و نگرانی
میں اضافہ ہوتا گیا۔ مرہٹہ سلطنت کی ۱۸۱۸ء میں تباہی کے بعد سے ۱۸۵۷ء تک ایسٹ انڈیا
کمپنی نے قوت بالادست ہونے کا دعویٰ نہیں کیا مگر عملاً اس نے شہنشاہ کا طرز عمل
اختیار کیا۔ ڈلہوزی کے دور میں وسط ہند و کاٹھیاواڑ کی کئی ریاستوں کا برطانوی
ہند میں الحاق کر لیا گیا جس کی وجہ سے برطانوی حکومت ہندوستان میں عملاً قوت
بالادست بن گئی تھی۔

# اعلان ملکہ وکٹوریہ

۱۸۵۸ء کے قانون کے رو سے ہندوستان کمپنی کی حکومت سے آزاد کرکے راست تاج برطانیہ کے تحت کر دیا گیا اور خاص طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا کہ والیان ریاست کے کمپنی سے معاہدات تاج برطانیہ سے متعلق کر دئے گئے۔
ملکہ وکٹوریہ کے اعلان میں بھی اس کی وضاحت کر دی گئی کہ رو سا کے معاہدات راست تاج برطانیہ سے متعلق ہوں گے اور ہندوستان کے تاج برطانیہ کے تحت آجانے کی وجہ سے ریاستوں اور برطانوی حکومت کے تعلقات میں قانوناً کوئی تبدیلی نہ ہوسکی مگر ۱۸۶۱ء میں غدر کے فروغ ہو جانے کے بعد ہی قوت بالادست کے نظریہ کی تشہیر کی جانے لگی وائسرائے ہند لارڈ کننگ نے راجپوتانہ کے راجاؤں کو مخاطب کرکے اعلان کیا کہ دہلی کے شاہی خاندان کا خاتمہ ہوگیا آخری پیشوا کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اب انگلستان کا تاج بلا اعتراض حقیقی حکمران اور تمام ہندوستان کا قوت بالادست ہے اور وہ پہلی مرتبہ اپنے ماتحتین کے روبرو لایا گیا ہے انگلستان کے

حکمران کے اقتدار اعلیٰ میں حقیقت ہے جو پہلے موجود نہ تھی اور جو نہ صرف محسوس کی جاتی ہے بلکہ یہ اشتیاق تمام سرداروں ورؤسا کی تسلیم شدہ ہے۔

**تاج برطانیہ کا اقتدار اعلیٰ** ایک جانب برطانوی تاج کا اقتدار اعلیٰ اور دوسری جانب جاگیرداری ماتحتی نظام جو تمام ریاستوں کے لئے پہلی مرتبہ ایک ہم آہنگ اصول تسلیم کیا گیا تھا اس کی لارڈ میو نے مزید تشریح کر دی رؤسا ہند کو اجمیر میں مخاطب کر کے لارڈ میو نے کہا تھا کہ "اگر ہم آپ کے حقوق اور مراعات کا لحاظ کرتے ہیں تو آپ کو بھی چاہئے کہ اپنے ماتحتین کے حقوق و مراعات کا لحاظ کریں اگر ہم آپ کے اختیارات کی حمایت کرتے ہیں تو آپ سے اچھی حکومت کے خواہاں بھی ہیں ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام ریاستوں میں انصاف اور امن کا دور دورہ رہے ہر شخص کی جائداد محفوظ رہے سلامتی کے ساتھ مسافر آیا جایا کریں، کاشتکار اپنی محنت کا پھل پائے اور تاجر اپنی تجارت سے نفع حاصل کرے آپ کو چاہیئے کہ سڑکیں بنائیں زراعت کو ترقی دینے ذرائع آبپاشی کو ترقی دیں تاکہ رعایا کی حالت بہتر ہو سکے مالگزاری سے تعلیمات میں اضافہ کیجئے اور رفاہ عام کے کاموں کو بھی ترقی دیجئے کہ لوگ بیماری سے نجات حاصل کر سکیں"؛ لارڈ میو کا خیال اور دوسرا مقصد بہت نیک تھا مگر یہ کہنا کہ یہ قوت بالادست کا فرض ہے کہ وہ ان امور کے حاصل کرنے کے لئے ریاستوں میں راست مداخلت کرے ان تمام معاہدات کے خلاف ہے جن میں کہا گیا تھا کہ در اندرون ملک برطانوی حکومت کوئی سروکار نہ رکھے گی نہ ریاستوں کے نظم و نسق سے اور نہ ہی رؤسا کے اندرونی حکومت سے بلکہ وہ اندرونی طور پر بالکل آزاد ہوں گے"، حکومت نے الحاق کی حکمت عملی ترک کر کے رعایا کے فلاح و بہبود کیلئے

اندرونی ریاست مداخلت کا طریقہ اختیار کیا تھا گو یہ ریاستوں کے مختلف تعلقات کی وجہ سے جداگانہ انداز میں اختیار کیا گیا اور اس طریقہ کے تحت قوت بالادست کا نظریہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے ریاستیں اب ہندوستانی سیاسی نظام کے اجزاء بن گئی ہیں۔

**معاشی اتحاد کا ارتقاء** مسٹر پانیکار نے اپنی مشہور تصنیف "ہندوستانی ریاستوں" میں لکھا ہے کہ غدر کے بعد کے دور میں ہندوستان میں معاشی ارتقاء عالم وجود میں آنے لگا یہ اگرچہ بعض بیرونی اثرات و شعوری حکمت عملی کا نتیجہ تھا مگر بڑی حد تک ناگزیر اقتصادی قوتوں کے نتیجہ کے طور پر معاشی ترقی ظہور پذیر ہوئی ذرائع حمل ونقل میں اضافہ ہونے لگا۔ جیسے ڈاک وٹیلیگراف کی ریاستوں میں مقامی کرنسی کی مسدودی اور افیون ونمک کے اجارہ داری کے قیام سے اقتصادی ترقی بڑی حد تک ممکن ہو سکی حالیہ ترقیات کا سب سے بڑا سبب بیرونی کروڑ گیری پر بندشیں عائد کرنا اور ہندوستان میں بتدریج ایک موثر کروڑ گیری کا اتحاد قائم کرنا ہے وہ ریاستیں بھی جو سمندری ساحل اور اچھی بندرگاہیں رکھتی ہیں اور جنکے ترقی کرنے کے امکانات زیادہ تھے وہ بھی اس ہندوستانی کروڑ گیری کے نظام میں شامل کر لی گئیں اس معاشی ترقی کے دیگر امور جن کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں (۱) بین الاقوامی تجارت کا ارتقاء (۲) بنکنگ اور فینانس کی ترقی (۳) زراعت میں رقمی معاشیات کا رجحان یہ رجحان برطانوی ہند کے بڑھتے ہوئے صنعتوں کے لئے پیداوار خام کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے تحت پیدا ہوا نئے بازاروں کی تعداد میں ریلوے، سڑک اور بحری نقل وحمل کی وجہ

سے اور حالیہ سالوں میں برطانوی حکومت ہند کی اختیار کردہ حفاظتی حکمت عملی
کی وجہ سے کثیر اضافہ ہونے لگا ان تمام چیزوں کی وجہ سے ریاستوں اور برطانوی ہند
کی معاشی زندگی میں اتحاد پیدا ہو گیا یہہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ ریاستوں کی دیہاتی
معاشیات کا زیادہ تر دارومدار برطانوی ہند کے صنعتوں اور بازاروں پر ہو گیا ہے
مگر ہم اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ حالیہ دور میں میسور بڑودہ ٹراونکور حیدرآباد ۔
بھوپال اور رامپور کی ریاستوں میں قابل لحاظ صنعتی ترقی ہو رہی ہے بالخصوص
جنگ کی وجہ سے حیدرآباد میسور میں صنعتی ارتقاء بڑی تیزی سے عمل میں آرہا ہے
حیدرآباد میں جدید صنعتیں جو جنگی اغراض کے لئے قائم کی گئیں ہیں اختتام جنگ پر
صنعتی ارتقاء میں بڑی مدد دیں گی حکومت نظام جدید صنعتوں کے قیام کی فراخ
دلی کے ساتھ سرپرستی کر رہی ہے اور مالی امداد بھی دے رہا ہے ۔

مسٹر پانیکار نے برطانوی حکومت ہند کی مشکل نا لیاقتی حکمت عملی پر
تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس کے نتیجہ کے طور پر ریاستوں کی کروڑگیری میں کمی
ہو گئی اور بعض بندشیں بھی ان پر عاید کرینگی جس کی وجہ سے ریاستوں کے آمدنی
میں کمی واقع ہو گئی ۔ ریاستوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ مفاد ہندوستان کے لئے ایک
یکساں حکمت عملی اختیار کریں ۔ حیدرآباد کو پانچ فیصد سے زاید کروڑگیری وصول
کرنے کا حق نہیں چونکہ ہندوستان کو حفاظتی ملک بنا دیا گیا اس لئے کروڑگیری
حفاظتی اور مالگزاری کے مقاصد کے لئے لیجانے لگی جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ریاستیں ان
ٹیکسوں سے محروم ہو گئیں اور سالانہ کروڑوں روپئے بالواسطہ طور پر برطانوی
ہند کو ان ٹیکسوں کی صورت میں دے دیتی ہیں تحفظی حکمت عملی کا بڑا دور رکھا

نتیجہ ہندوستان کے صنعتی ترقی کی شکل میں ظاہر ہونے لگا اور یہہ بڑی حد تک ریاستوں کے مالی قربانی کا بھی نتیجہ تھا برطانوی حکومت ہند کی ہم آہنگ کرنسی پالیسی کی وجہ سے بھی ریاستوں کی مالیات پر مضر اثر پڑا جس کا نتیجہ یہہ نکلا کے برطانوی ہند اور ریاستوں کی معاشی زندگی یکساں نہ ہوگئی۔

تعلیم کی حد تک بھی اکثر ریاستیں برطانوی ہند کے جامعات کی رہین منت ہیں حیدرآباد، میسور وڑا ونکور میں جامعات قائم ہوگئی ہیں مگر دیگر ریاستوں کا تعلیمی نظام ابھی جامعات ہند ہی کے تحت ہے جس کی وجہ سے ریاستوں کے طلباء برطانوی ہند کے ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں برطانوی ہند کا یہہ ذہنی اثر ریاستوں پر اور برطانوی ہند کی جامعات کی گرفت ان کے نظام تعلیم پر کی وجہ سے ریاستوں میں احساس پستی پیدا ہوگیا ہے۔

**مرکزی حکومت ہند کا اقتداری ارتقاء** معاشی ارتقاء کے ساتھ ساتھ گزشتہ صدی میں مرکزی حکومت کے اقتدار کا ارتقاء تمام ریاستوں پر بتدریج غالبانہ حیثیت اختیار کرتا گیا مسٹر پانیکار نے لکھا ہے کہ غدر کے اختتام کے بعد لارڈ کیننگ نے اعلان کیا کہ ہندوستان "ایک تنہا جائیداد" تھا ۱۸۷۶ء میں سلاطین مغلیہ کی طرح ملکہ وکٹوریہ نے قیصر ہند کا سلطانی لقب اختیار کیا بعد ازاں ریاستوں میں مداخلت ان کے اندرونی امور میں دخل اندازی، روساء کو تخت سے اتارنا، تنزل کرنا یا ان کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کے حق کا بھی دعویٰ نہ صرف کیا گیا بلکہ اس پر عمل بھی کیا گیا روساء کے اعزازات کا لحاظ کرتے ہوئے سلامیوں کی ایک طویل فہرست بھی مرتب کی گئی اور روساء

کو خطابات سے سرفراز کرنے کے لیے حسب مراتب و حقوق نظامات و آرائشات والقابات کی بھی ایک فہرست تیار کی گئی ریاستوں کے افواج کی تعداد مقرر کی گئی اور ان کے ہتھیاروں پر بھی خریدی و قبضہ کی حد تک بندشیں عائد کی گئیں۔

بغیر حکومت ہند کی اجازت کے ریلوے کی تعمیر ممنوع قرار دی گئی بڑے بڑے کل ہند محکمہ جات مثلاً ڈاک اور ٹیلیگراف کی کارروائیوں کو ریاستوں کے حدود کے اندر تک وسیع کیا گیا اور ریلوے کی زمینات پر بھی سرکار عظمت مدار قانونی حقوق حاصل کئے گئے اسی طرح اور اکثر و بیشتر معاملات کی حد تک ریاستوں کے حقوق مرکزی حکومت کے مفاد کے خاطر ضبط کر لئے گئے۔ چونکہ ریاستیں سیاسی اور معاشی امتیاز سے پست اور قوت کے لحاظ سے کمزور تھیں اس لیے ان کے طاقتور ساتھی نے اپنے مفاد کی حد تک اُن سے فوائد حاصل کر لئے اور ریاستوں پر اپنے مرکزی اقتدار کو مسلط کر کے والیان ریاست کے اقتدار اعلیٰ کو صرف برائے نام باقی رکھا۔

**ریاستوں کے دستوری خصوصیات** لارڈ ولزلی کے عہد حکومت کے آغاز تک بھی ریاستیں بالکل آزاد اور خودمختار حیثیت رکھتی تھیں مگر شاہنشاہیت پسند ولزلی نے عہد معاونت کے اصول کے تحت تمام ریاستوں کو جو برطانوی حکومت کے مماثل دستوری و سیاسی مرتبہ رکھتے تھے برطانوی قوت بالا دست کے تحت کر دیا اور بتدریج ریاستیں طریقۂ عمل در آمد کی وجہ سے تاج برطانیہ کے بالکل ماتحت ہو گئیں مساوی المرتبہ و آزاد ریاستوں کو محض معاہدات کے

ذریعہ بتدریج تاج برطانیہ کی قوت بالادستی کے تحت اور زیر اثر کر دینا برطانوی شاہنشاہیت پسند مدبروں کا ایک عظیم الشان کارنامہ اور ان کے تدبر کا برطانوی نقطہ نظر سے شاہکار ہے جس کامیاب طریقہ سے برطانوی اقتدار اعلیٰ و تاج کی قوت بالادستی کو ریاستوں پر مسلط کیا گیا وہ تاریخ ہند کا ایک نمایاں پہلو اور برٹش ڈپلومیسی کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

۷ر فبروری سنہ ۱۹۴۶ء کو دیوان ٹراونکور سر سی پی راما سوامی ائیر نے اپنے ایک صحافتی بیان میں ریاستوں کے آزادانہ موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "بعض ریاستوں نے صدیوں تک اپنے خود مختارانہ حیثیت کو برقرار رکھا اور بعض ریاستیں مثلاً حیدرآباد ٹراونکور و راجپوتانے کی ریاستیں نہ کبھی انگریزوں سے فتح کیں نہ ان میں کا الحاق کیا" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ریاستیں معاہدات کی وجہ سے اپنی خود مختارانہ شان اور آزادانہ موقف کھو چکی ہیں اگر ہم معاہدات کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ معاہدات کے رد سے وہ اپنی موجودہ پست حالت پر نہیں پہنچی معاہداتی تعلقات و موقف تو ان کے بنیادی و داخلی آزادی کا حامل ہے مگر برطانوی اقتدار اعلیٰ و تاج کے قوت بالادست کے نظریہ کی وجہ سے ریاستوں کا آزاد موقف معرض خطر میں پڑ گیا اور جب اسی نظریہ کے تحت برطانوی عہدہ داروں نے ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا شروع کر دی اور طریقہ عمل و رآمد کا مدارج بڑھنے لگا تو تب ریاستیں بتدریج آزادی اور معاہداتی موقف کھوتی گئیں تا اینکہ اب وہ ہندوستان کے سیاسی نظام کا صرف ایک جز بنکر رہ گئی ہیں۔ مگر دستوری حیثیت سے ابھی تک وہ بذات خود آزاد

اور داخلی امور کی حد تک خود مختار ہیں خواہ عملاً صورت حال کچھ بھی ہو مگر دستوری طور پر ریاستیں اب بھی معاہداتی موقف کے رو سے آزاد و حد تکیں ہیں۔

پروفیسر شاستری نے ریاستوں کے دستوری خصوصیات پر اپنی تصنیف "ہندوستانی ریاستوں" میں لکھا ہے کہ ہندوستانی ریاستیں سیاسی ملتیں ہیں اور یہ دستوری خصوصیت ایک مسلمہ امر ہے حسب ذیل معاہداتی دفعات اس امر کی وضاحت کرتے ہیں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۳ جنوری ۱۸۱۸ء کو ریاست اودے پور سے جو معاہدہ کیا اس کے دفعہ نو میں لکھا ہے کہ "مہاراجہ اودے پور ہمیشہ اپنے ملک کے حکمران مطلق رہینگے اور ان کی ریاست میں برطانوی قوانین کو جاری نہیں کیا جائے گا" بیکانیر و جودھ پور کے معاہدات میں ان ریاستوں کے حکمرانوں کی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے دیگر ریاستوں کے معاہدات میں بھی اس امر کی صراحت کی گئی ہے ۸ر فبروری ۱۸۴۱ء کو گورنر بمبئی نے مہاراجہ گیکوار کو جو خط لکھا اس میں اس بات کی ضمانت دی گئی کہ برطانوی حکومت یور ہائی نس کے اندرونی نظم و نسق میں کسی طرح بھی مداخلت کرنے کی خواہشمند نہیں ہے اور آپ کو بہ اقتدار حکمران تسلیم کرتی ہے" ان معاہدات سے واضح ہوتا ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت نے رؤساء سے جتنے بھی معاہدے کئے ان میں ان کے بہ اقتدار حکمران ہونے کو تسلیم کیا تھا اور اب بھی معاہداتی موقف کے اعتبار سے والیان ریاست آزاد و خود مختار حکمران ہیں۔

پروفیسر شاستری نے لکھا ہے کہ "ہندوستانی ریاستیں برطانوی علاقہ نہیں ہے"
اس نظریہ کو ایک مشہور مقدمہ میں جو یمپرس بنام کیشب مہاجن و دیگر تھا تسلیم
کیا گیا ہے مزید یہ کہ انڈیا آفس نے جو ایک سند عدالت کو دی تھی اور جس میں
مہاراجہ گیکواڑ کے بہ حیثیت ایک غیر ملکی حکمران کے ان کے مرتبہ کی وضاحت کی
گئی تھی اس میں لکھا تھا کہ "برطانوی حکومت ہز ہائی نس کے علاقہ کو نہ برطانوی
علاقہ تصور کرتی ہے اور نہ ایسا برتاؤ کرتی ہے اور وہ نہ ان کو اور نہ ان کی رعایا کو
ملک معظم کی رعایا تصور کرتی ہے اور نہ ایسا سلوک کرتی ہے" دیگر متعدد مرتبہ
حکومت برطانیہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کی رعایا برطانوی
رعایا نہیں ہیں اور مزید یہ کہ ہندوستانی ریاستیں برطانوی عدالتوں کے
قانونی دائرہ سے بالکل باہر ہیں۔

**والیان ریاست** بعض مدبروں نے جو والیان ریاست کے دستوری
اور قانونی موقف و مرتبہ سے واقف ہیں لکھا ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے
حکمرانوں کو ماوراے علاقہ حقوق حاصل ہیں قانون بین الاقوام میں اس کی صراحت
کی گئی ہے کہ اس کی رو سے ہر ایک ریاست کو حق دیا گیا ہے کہ وہ ماورائے
علاقہ کا مطالبہ کرے اس لئے اس کے صدر کو مقامی قانونی چارہ جوئی سے
مستثنیٰ کیا جائے ایسی صورت میں اس ریاست کے سیاسی سفراء افراد جنگ و
مسلح افواج بھی بیرون ریاست مقامی قانون سے مستثنیٰ کئے جائیں گے۔
لارڈ ہلکسن نے بھی غیر ملکی روساء کو برطانوی قانون و عدالت سے مستثنیٰ کیا
ہے جہاں تک ہندوستانی روساء کا تعلق ہے پروفیسر شاستری نے لکھا ہے کہ

ان کی حد تک یہ مسلمہ امر ہے کہ جب وہ بیرون ملک سفر کریں ان کا مرتبہ غیر ملکی حکمرانوں کا سا ہوگا اور بلدیہ کے قانون سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے لیکن قانون بین الاقوام کا یہ اصول جو اس نظریہ پر مبنی ہے کہ حکمران کو مکمل آزادی حاصل ہو کہ وہ برتر اقتدار کو تسلیم کریں" روسار ہند پر منطبق نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ وہ تاج کے زیر اقتدار ہیں مگر سنہ ۱۹۰۸ء میں قانون بین الاقوام میں جو ترمیم کی گئی ہے اس کے رو سے روساء ہند مستثنیٰ کئے جا سکتے ہیں۔

**ریاستوں کے موقف کی قانونی اہمیت** ہندوستانی ریاستوں کی موجودہ قانونی حیثیت بہت نمایاں ہے اور بڑی حد تک اس کا دارومدار معاہداتی مرتبہ پر منحصر ہے معاہداتی مرتبہ اگرچہ مکمل آزادی کا حامل ہے مگر قوت بالادست کی مداخلت کی وجہ سے ریاستوں کا مرتبہ گھٹ گیا ہے مگر قانوناً اب بھی وہ اندرونی طور پر بالکل آزاد ہیں جس کی ضمانت ان کے معاہدات میں موجود ہے پروفیسر ہال نے اپنی کتاب "قانون بین الاقوام" میں لکھا ہے کہ "ہندوستانی ریاستیں نظریاتی طور پر داخلی اقتدار کے حامل ہیں اور ان سے کے برطانوی سلطنت سے تعلقات بڑی حد تک معاہدہ میں درج ہیں" سر لزلی اسکاٹ و دیگر ممتاز قانون دانوں نے لکھا ہے کہ "جس طرح کے ہر ایک ریاست ابتدا میں خود مختار تھی اسی طرح ہر ایک آزاد ہے سوائے اس حد تک کہ جو کسی حکمران نے اقتدار کا جز تاج کو منتقل کر دیا ہو اس منتقلی کی حد تک ریاست کا اقتدار تاج میں مرکوز رہے گا اور تمام اقتداری حقوق، مراعات اور روقار جو منتقل نہ ہوں حکمران ریاست میں محفوظ رہیں گے" اسی اصول کے مطابق

تاج نے اپنے اعلانات میں ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کیا ہے ملکہ وکٹوریہ
کے اعلان میں لکھا ہے کہ "روسار و سرداروں کی حکومتیں جو اپنے علاقوں
پر حکومت کرتے ہیں" اس سے پتہ چلتا ہے کہ روسار کے داخلی اقتدار کو ملکہ
وکٹوریہ نے تسلیم کیا تھا ۔

مانٹیگو چیمسفرڈ رپورٹ میں درج ہے داخلی امور میں ریاستوں کو
آزادی حاصل ہے متذکرہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاستوں
کی داخلی خود مختاری کو ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر برطانوی حکومت نے تسلیم
کر لیا ہے اس بنا پر سر لزلی اسکاٹ نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ (۱)
ریاستوں کے تعلقات قوت بالادست سے گویا تاج سے تعلقات ہیں (۲) ان کے
معاہدات تاج برطانیہ سے کئے ہوئے ہیں (۳) وہ معاہدات ریاستوں اور
تاج کے درمیان ایک تعلق اور رشتہ ہیں (۴) ریاستوں کو بہ حیثیت مجموعی
معاہداتی موقف حاصل نہیں ہے صرف چالیس ریاستوں سے معاہدات تاج
نے کئے ہیں باقی کے تعلقات اسناد و دستاویزات کی بنا پر ہیں (۵) ہر ریاست
کا تعلق تاج سے جداگانہ ہے اور وہ معاہدات کے مطابق تاریخی روایات و انفرادی
امتیازات" مقامی ماحول و ضروریات کے لحاظ سے ہوتا ہے" اس طرح ہم کہہ
سکتے ہیں کہ ریاستوں کو مکمل داخلی آزادی قانونی طور پر مسلمہ حیثیت سے حاصل
ہے ۔

**ریاستوں کی بین الاقوامی اہمیت** | ریاستوں کی بین الاقوامی اہمیت بڑی
پیچیدہ ہے والیان ریاست ترمیم شدہ قانون بین الاقوام کے تحت غیر ملکی

حکمران ہیں اور انہیں ماورائے علاقہ قانونی مستثنیات حاصل ہیں اگران پر کسی شدید جرم کی بنار پر مقدمہ کسی بیرون ملک میں چلایا بھی جائے گا تو وہ نمائندہ تاج کے ذریعہ سے ہوگا مقامی و بلدیہ کے قوانین سے رؤسا بہرصورت مستثنیٰ رہیں گے ہندوستانی ریاستوں کی بین الاقوامی اہمیت کے متعلق برطانوی سالنامہ قانون بین الاقوام میں "لکھا ہے کہ اگر بین الاقوامی طور پر باہر سے بیرونی ممالک انہیں دیکھیں تو وہ برطانوی معلوم ہونگے اور جب اندرونی طور سے دیکھا جائے تو وہ برطانوی نہیں معلوم ہونگے برطانوی پارلیمنٹ جو تمام برطانوی علاقہ کے لئے قانون سازی کے اختیارات رکھتی ہے وہ ہندوستانی ریاستوں کیلئے قانون سازی کرسکتی" اس طرح ریاستوں کا موقف نیم بین الاقوامی ہے ہندوستان کی حد تک وہ برطانوی علاقے نہیں ہیں مگر غیر ممالک کی نظروں میں وہ برطانوی ہیں یہ نیم بین الاقوامی اہمیت ریاستوں کے لئے زیادہ باعث طمانیت نہیں ہے انہیں مکمل بین الاقوامی اہمیت و موقف حاصل ہونا چاہیئے۔

**رزیڈنٹ** لارڈ ولزلی نے عہد نامہ کے ذریعہ تمام معاہدات کرنے والی ریاستوں میں ان کے معاہدات کے رو سے برطانوی رزیڈنٹ کو ریاستوں میں مقرر کیا تاکہ وہ ریاست کے نظم و نسق کی نگرانی کرے اور ضرورت کے وقت حکمران کو مشورہ بھی دیا کرے۔

ریاستوں میں رزیڈنٹ کی حیثیت سفیر کی سی نہیں ہوتی بلکہ وہ حکومت ہند کا ایجنٹ ہوتا ہے جو براہ راست حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات سے راست احکام حاصل کرکے ان پر عمل کرتا ہے لارڈ ولزلی کے دور میں محکمہ سیاسیات کی توسیع

عمل میں آئی تھی رزیڈنٹ کے فرائض کے متعلق ولزلی نے گوالیار کے رزیڈنٹ
مسٹر مالکم کے بابت لکھا تھا کہ "مسٹر مالکم کا یہ فرض ہے کہ وہ میرے احکام کی اطاعت
کریں اور میرے ہدایات کو جاری کریں میں رعایا کے مفاد کو دیکھتا ہوں گا" لارڈ
ہیسٹنگز کے عہد حکومت میں مرہٹہ قوت کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا جس کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی
کی حیثیت کل ہند حکمران اور قوت بالادست کی سی ہوگئی تب سے غدر کے اختتام
تک ہندوستانی درباروں میں کمپنی کے رزیڈنٹ وزراء کی حیثیت میں آہستہ آہستہ گو موثر
طریقہ سے تبدیل ہوگئے وہ غیر ملکی ڈپلومیٹک ایجنٹس عامل نگرانکار عہدہ دار بن گئے
جو بالاتر حکومت کے مقرر کردہ تھے مسٹر پانیکار نے لکھا ہے کہ رزیڈنٹ ریاستوں
کے نظم ونسق پر جلد حاوی ہوگئے اور ان کے مشورہ سے حکومت چلائی جانے لگی ۱۸۱۸ء
میں مارکوئس آف ہیسٹنگز نے لکھا "ہمارے معاہدات میں جو روسار ہند کئے گئے ہم نے
اُن کو خود مختار حکمران تسلیم کرلیا تب ہم نے ایک رزیڈنٹ ان کے دربار میں مقرر
کیا بجائے وہ بطور سفیر کے کام کرنے کے اس نے بہت سے اختیارات حاصل کرلئے وہ
ان کے تمام خانگی معاملات میں مداخلت کرتا ہے نظم ونسق کے معاملات میں دخل انداز
ہوتا ہے اور ہر طریقہ سے اپنے اختیارات کا استعمال کرتا ہے" رزیڈنٹ کے فرائض
ہر ریاست کے تعلقات کی نوعیت پر منحصر ہوتے ہیں حکومت ہند اور والی ریاست
کے درمیان ربط قائم کرتے ہیں وہ گفت وشنید کرتے ہیں بالادست حکومت کو
ریاست کے تمام اہم امور کی اطلاع دیتے رہتے ہیں حکمران کو وہ مشورہ دیتے ہیں ان
پر اندرون و بیرون ملک عمل کیا جاتا ہے بہر طور رزیڈنٹ و اندرونی طور پر
ریاست کے معاملات میں دخیل رہتا ہے اور اہم کام اسی کے مشورے سے طے

پاتے ہیں عاملانہ حیثیت سے وہ حکومت ہند کی نمائندگی کرتا ہے بعض اوقات تو رزیڈنٹ کی مداخلتیں اور چیرہ دستیاں ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتی ہیں مگر والیان ریاست کو وہ برداشت ہی کرنا پڑتا ہے ورنہ محکمہ سیاسیات کا دباؤ پڑتا ہے اس کے احکام کی پابندی تو لازمی ہے۔

**قوت بالادست** اگرچہ کہ حکومت ہند اپنے دعویٰ عمل و حکمت عملی میں معاہدات و اسناد کے تحفظات و واجبات سے بہت آگے بڑھ کر ریاستوں کے اندرونی معاملات میں دخل انداز ہو گئی ہے مگر باوجود اس مداخلت اور رزیڈنٹ کی حکمت عملی و دباؤ اور مشوروں کے بعض بڑی ریاستوں نے بڑی حد تک اپنی اندرونی آزادی و خود مختاری کو برقرار رکھا ہے اور وہ یہ ادعا پیش کرتی ہیں کہ وہ اپنے علاقوں کی حد تک اقتدار اعلیٰ کی بھی حامل ہیں ان کا یہ دعویٰ حق بجانب ہے اور باوجود بعض تصرفات کے برطانوی حکومت نے ابھی تک اس کی اصولاً عملی طور پر تردید نہیں کی ہے۔ ریاستوں کے اختیارات میں بھی فرق ہے وہ ریاستیں جو اپنے نمائندے ایوان رؤسا میں شریک ہوتی ہیں عملاً پورے اختیارات رکھتی ہیں نظریہ کچھ بھی ہو مگر انہیں قانون سازی، عدلیہ و عاملہ کے پورے اختیارات حاصل ہیں اگرچہ ایوان رؤسا میں ۱۳۵ ریاستیں شریک ہیں مگر ان کے اختیارات میں فرق پایا جاتا ہے حیدرآباد، بڑودہ، کشمیر، گوالیار، ٹراونکور، اودے پور، احمد آباد، جودھ پور، بیکانیر اور پٹیالہ کو ہر لحاظ سے مکمل اقتدار حاصل ہے صرف تاج کی ایک عام نگرانی رہتی ہے جو عام حالات میں پس منظر ہی رہتی ہے ان کے نظم و نسق یا مشنری بغیر تاج کے اقتدار کو نقصان پہنچائے ایک رفتار پر چلتی رہتی ہے وہ اپنی

حکومت کے ضروریات کے لحاظ سے خود قوانین بنا لیتے ہیں خود ساختہ معاشی حکمت عملی پر عمل پیدا ہوتے ہیں اور طرز حکومت میں خود تبدیلی کر لیتے ہیں اور قوت بالادست ان میں مداخلت نہیں کرتی بعض ریاستوں میں قوت بالادست اگر مداخلت بھی کرتی ہے تو اس کا عام اظہار نہیں کیا جاتا اور اس مداخلت سے صرف ریاست کی فلاح و بہبود مقصود ہوتی ہے قوت بالادستی ہی کا نظریہ ہے جو ہندوستان کے سیاسی نظام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے قوت بالادستی کی ہم اس طرح وضاحت اور تعریف کر سکتے ہیں کہ وہ تاج کے حقوق کا مجموعہ ہے عام اور خاص طور سے اس کا اظہار ہوتا ہے اور وہ ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ پر ایک حد عاید کرتی ہے وہ عام حیثیت سے تمام ریاستوں پر منطبق کی جاتی ہے حیدر آباد سے لیکر کاٹھیاواڑ کی ایک معمولی جاگیر تک سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے یہ بنیادی قوت بالادستی کہلائی جا سکتی ہے اس میں تاج کے اختیارات مضمر ہیں اس کا اظہار وراثت کے تصفیہ کے وقت کسی پالک والی عہد کی توثیق کے وقت ریاستوں کے باہمی تنازعات کے تصفیہ کے موقع پر بری حکومت کے ظلم و زیادتی کو روکنے اور غیر ملکی ریاستوں سے تعلقات کو جاری رکھنے کے موقع پر ہوتا ہے لارڈ ریڈنگ نے حضور نظام کو جو خط لکھا تھا اور جس کی توثیق حکومت برطانیہ نے کی تھی اس میں اس قوت بالادستی کے تمام اصولوں کی صراحت کی گئی ہے خاص پہلوؤں کی حد تک قوت بالادستی کا اظہار ریاست یا ریاستوں کے گروہ سے خاص تعلقات کی بنا پر ہوتا ہے۔

مسٹر ولیم وارنر نے قوت بالادستی کے متعلق لکھا ہے کہ برطانوی تاج میں قوت بالادست ہے جس کی صراحت نہیں کی گئی ہے ریاستوں میں محکومی پائی جاتی ہے مگر

وہ صرف سمجھی جاسکتی ہے اور اس کی تشریح نہیں کی جاسکتی عام حکمت عملی کے تحت قوت بالادست ریاستوں میں مداخلت کرتی ہے بالخصوص حکومت ہند و برطانوی قوت کے مفادات کے تحفظ کے لئے مداخلت کی جاتی ہے معاہدات کے ذریعے حکمرانوں کو جو حقوق و اقتدار اعلیٰ حاصل تھے وہ بتدریج خاموشی و موثر طریقہ سے ضبط کرلئے گئے ہیں"چونکہ برطانوی مدبرین نے قوت بالادست کی وضاحت نہیں کی تھی اس لئے روسا نے برطانوی حکومت سے اصرار کیا کہ وہ اس کی تشریح کریں ان کے جواب میں وزیر ہند نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا "آخری تجزیہ میں بہرحال تاج برطانیہ کے تعلقات ریاستوں سے صرف سمجھوتہ کی طرح نہیں ہیں اس لئے وائسرائے کے ہاتھوں میں ریاستوں سے معاملات طے کرتے وقت صوابدید کا عنصر رہنا چاہیئے تاج کے نمائندہ کے حق مداخلت کو صحیح طور پر واضح کرنے کی کامیاب کوشش نہیں کی جاسکتی"

ہندوستانی ریاستوں کی کمیٹی نے قوت بالادست حسب ذیل کارروائیوں کی وضاحت کی ہے اور وہ کارروائیاں مندرجہ ذیل محکموں کی حد تک ہونگے۔ (۱) بیرونی معاملات:۔ بین الاقوامی معاملات کی حد تک ریاست کا علاقہ برطانوی علاقہ کے طور پر تصور ہوگا اور ریاست کی رعایا برطانوی رعایا کے موقف میں ہوگی قوت بالادست کے دیگر ممالک کے معاہدات و واجبات کی حد تک ریاستوں کو بھی ان پر عمل کرنا ہوگا۔ (۲) بین الریاستی تعلقات:۔ بین الریاستی تعلقات کی حد تک ریاستیں اپنے علاقے نہ چھوڑینگے نہ فروخت کرسکیں گے اور نہ علاقوں کا تبادلہ کرسکیں گے بغیر قوت بالادست کی اجازت کے۔ (۳) دفاع ہند:۔ دفاع ہند کی حد تک قوت

بالادست برطانوی ہندوریاستوں کی مدافعت کی بالکلیہ ذمہ دار ہے اور ہر معاملہ میں اس کا فیصلہ آخری ہوگا یہ لکھا ہے کہ "قوت بالادست ضرورت کے وقت ذرائع حمل ونقل سڑکیں ریلوے ہوائیہ پٹہ ٹیلیفون ٹیلگراف اور لاسلکی کنٹونمنٹس قلعے افواج کے راستے ہتھیار وآلات حرب کی فراہمی وغیرہ پر قبضہ کریگی" آج کل دوران جنگ میں تمام ریاستوں کے ذرائع ووسایل ودیگر امور سب قوت بالادست کے استعمال کے لئے دے گئے ہیں۔ (۴) مداخلت کے مواقع :- رئیس کے مفاد کے خاطر ریاست کی فلاح کے لئے ہندوستان کے فایدہ کے خاطر قوت بالادست مداخلت کریگی ۔

قوت بالادست اور اس کی ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت دنیائے سیاست میں ایک عجیب سیاسی نظریہ ہے جس کی مثال کہیں بھی نہیں ملتی) اس طرح کا کوئی نظریہ فرانسیسی سیاسی عہدہ داروں اور ان کے ماتحت حکمرانوں مثلاً تیونس نے بے شاہنشاہ اتام اور شاہ کمبوڈیا یا ولندیزی حکومت اور اس کے تعلقات سلاطین جزائر شرق الہند سے یا خود برطانوی شاہنشاہیت ہی میں سلاطین ملایا سے برطانوی حکومت کے تعلقات میں نہیں پایا جاتا۔ یہ قوت بالادست کا نظریہ صرف ہندوستانی ریاستوں کی حد تک محدود ہے وہ وراثت کا تصفیہ کرنے بدامنی و بدانتظامی کو روکنے تاج وحکومت ہند کے مفادات کو محفوظ رکھنے کے لئے مداخلت کرتی ہے اور اس مداخلت کو طریقہ عمل درآمد کہا جاتا ہے اس طریقہ کے خلاف ریاستوں میں صدائے احتجاج بلند کی جارہی ہے قوت بالادست کے مقابلہ میں حکمران ریاست کے شخصی اقتدار پر زور دیا جارہا ہے یا

عمومی تحریکات کے تحت اقتدار اعلیٰ کے ہیں حامل رعایا ریاست کو ٹھہرایا جا رہا ہے
الغرض قوت بالادستی اور اس کی مداخلت کے خلاف رعایا ریاستوں میں جذبات
بھی کر رہے ہیں۔

**تاج کی ریاستوں سے متعلق ذمہ داریاں** | تاج برطانیہ جس طرح قوت
بالادست ہونے کی وجہ سے اپنے خاص حقوق کا حامل ہے اسی طرح وہ ریاستوں سے
متعلق بعض واجبات ذمہ داریاں بھی رکھتا ہے مثلاً (۱) ریاستوں کے جغرافی
وعلاقہ واری کاملیت کو برقرار رکھنا۔ (۲) بیرونی حملہ واقدام سے حفاظت اور اندرونی
بغاوت سے تحفظ۔ (۳) رؤساء کے خاندان اور ان کے حقوق مراعات اور عزت کا
تحفظ اور ان کے تسلسل کو برقرار رکھنا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ ریاستوں سے متعلق
تاج کے بعض ذمہ داریاں ہیں اس لئے اس کو ریاستوں پر برتری اور ان میں
مداخلت کا حق بھی حاصل ہونا چاہیئے برطانوی پارلیمنٹ نے ریاستوں کے برطانوی
تاج سے تعلقات کی جانچ و تحقیقات کرنے کے لئے جو بٹلر کمیٹی مقرر کی تھی اس نے
بڑی جد و جہد اور تحقیق کے بعد اعلان کیا کہ " قوت بالادستی کو قوت بالادست ہی
رہنا چاہیئے اور اس کے عمل کے ذریعہ معاہدات کے تاریک پہلوؤں کو روشن ہونا
چاہیئے " الغرض برطانوی حکومت نے آج تک کبھی قوت بالادست کی صراحت
نہیں کی اور اسی کے پردہ میں ریاستوں پر نگرانی رکھی گئی ہے مداخلت کی جاتی
ہے اور بہرصورت تاج کا اقتدار غالب ہے۔

**ایوان رؤساء** | جب جنگ عظیم کے دوران میں ہندوستان کے سیاسی حالات
مکدر ہونے لگے اور ایک جانب شماکندہ تاج کی ریاستوں میں مداخلت بڑھنے لگی

اور دوسرے جانب کانگریس کی عمومی تحریکات سے جدید ہند میں ریاستوں کا موقف پیچیدہ ہوگیا تب روسار نے محسوس کیا کہ ان کی ایک باقاعدہ تنظیم ہونی چاہیئے کہ جس کے ذریعہ اجتماعی طور پر جدید ہندوستان میں وہ اپنے وجود کو برقرار رکھ سکیں مہاراجہ گیکواڑ و مہاراجہ بیکانیر نے اسی خیال کے تحت ایوان روسا کے قیام کی کوشش کی لارڈ ہارڈنگ و لارڈ چیمسفرڈ کے دور حکومت میں والیان ریاست کی جو کانفرنسیں منعقد کی گئیں تھیں اس میں یہ طے کیا گیا کہ روسا کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اس لئے ۱۹۱۷ء میں سیاسی عمل کی تدوینی کمیٹی قائم کیگئی اور جب جنگ عظیم ختم ہوگئی تو اس کانفرنس کو شاہی اعلان کے رو سے ایوان روسار میں تبدیل کردیا گیا اور تدوینی کمیٹی کا کام ایوان کے منتخب اراکین کی سٹانڈنگ کمیٹی آف پرنسس کے سپرد کیا گیا ابتدا میں ایوان روسار چھوٹی اور بڑی ریاستوں کے تعلقات و منافشات کے طے کرنے میں لگی رہی جس کی وجہ سے بعض ریاستیں اس سے علیحدہ ہوگئیں مگر بعض تبدیلیوں اور ردو بدل کے بعد ایوان روسار کی اب باقاعدہ تنظیم کی گئی ایوان روسار کی مجلس قائمہ میں ۳۵ روسار شامل ہیں ان میں ۱۸ بڑے مستقل و نیم مستقل روسار شامل ہیں اور باقی نشستوں کے لئے ریاستوں کے گروہوں میں انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور اسی اصول پر ایک مجلس وزرار بھی تشکیل دی گئی ہے جو زیادہ تر فنی امور کو انجام دیتی ہے۔

**گول میز کانفرنس** برطانوی حکومت نے قائدین برطانوی ہند کے ساتھ ساتھ روسار ہند کو بھی گول میز کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ایوان روسار نے کوشش کی کہ قوت بالادست کے اصول پر نظر ثانی کی جائے مگر جہاں تک کے

قوت بالادست کی مداخلت کا سوال پیدا ہوا مجوزہ وفاقی اسکیم میں حکومت برطانیہ نے اس کا کوئی حل پیش نہیں کیا اور ریاستوں میں قوت بالادست کی مداخلت کا مسئلہ ادھورا ہی رہ گیا گول میز کانفرنس میں روسار نے جو مادر وطن کی سیاسی ترقی کے حامی تھے اصول وفاقیت کی تائید کی وہ کانگریس کی عمومی تحریک اور رعایا کے مطالبہ ذمہ دارانہ حکومت وغیرہ سے خوفزدہ تھے اس لئے عظیم تر ہندوستان کے لئے انھوں نے وفاقی اسکیم کی تائید کی تاکہ ان کا وجود تاج برطانیہ کے زیر سایہ و نگرانی برقرار رہے چونکہ گول میز کانفرنس میں روسار ہند کے بیانات عظیم تر ہندوستان کے قیام کی حد تک بہت ہی حوصلہ افزا رہے تھے اس لئے ہندوستان میں وفاق کے قیام کی توقع کی جانے لگی ملک معظم کی حکومت نے صوبہ جات ہند و ریاستوں پر مشتمل وفاقی اسکیم کو کاغذ ابیض میں شائع کیا جس کے بعد کل ہند وفاق کی تحریک عام طور پر ہندوستان میں مقبول ہو گئی کاغذ ابیض میں اعلان کیا گیا کہ جدید دستور میں دفعہ ۵ ضمن اول کے مطابق مجوزہ وفاق برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں پر مشتمل ہوگا لیکن ریاستوں کے متعلق یہ شرط عائد کر دی گئی کہ ان کے نمائندوں سے ایوان مملکت کی کم از کم ۵۲ نشستیں پوری ہونی چاہیئے اور یہ کہ کل ریاستوں کی مجموعی آبادی سے نصف آبادی کی ریاستیں اگر وفاق ہند میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کریں تو ہندوستان میں وفاق قائم کیا جائے گا اور یہ وفاق عظیم تر ہندوستان کی اساس پر مبنی ہوگا پورے ہندوستان کے لئے ایک ہی مرکزی حکومت یعنی وفاقی حکومت قائم کی جائے گی اور اس سیاسی وحدت کے قیام کے بعد ہندوستان

متحدہ طور پر دستوری اتفاقی منازل طے کر کے مقبوضاتی مرتبہ حاصل کر سکیگا۔
وفاق میں ریاستوں کے داخلہ کا کوئی اثر ان کے معاہدات پر نہ پڑیگا
جو تاج برطانیہ اور والیان ریاست کے درمیان طے پائے تھے اور اسی طرح
ان کے اندرونی اختیارات بھی متاثر نہ ہوں گے دستور جدید میں یہ بات
بالکل واضح کر دی گئی ہے کہ چونکہ ریاستوں کے تعلقات راست ملک معظم
سے ہیں اس لئے ریاستوں سے متعلق جو ذمہ داریاں حقوق و واجبات تاج
برطانیہ کو حاصل ہیں ان کا تحفظ والسرائے بہادر بہ حیثیت نمائندہ تاج
کے کیا کریں گے اور وفاقی حکومت ان میں مداخلت نہ کر سکے گی۔

گول میز کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مہاراجہ دیواس نے کہا کہ
والیان ریاست اپنے شاہی مراتب و نیز ہدایتی موقف سے کبھی دستبردار
ہونا گوارا نہ کریں گے برطانوی ہند کے موجودہ عمومی تحریکات سے اپنے کو بچانے
کے لئے ریاستیں چاہتی ہیں کہ اپنا تعلق راست تاج برطانیہ سے ہی برقرار
رکھیں تاکہ ہر حالت میں اس کی حمایت حاصل کی جائے رؤسا کے اس دعویٰ
پر کہ ان کے تعلقات راست تاج برطانیہ سے ہیں اور حکومت ہند چونکہ تاج
کے نمائندہ کے تحت ہے اس لئے بالواسطہ اس سے ان کے تعلقات ہیں۔
پارلیمنٹ نے تسلیم کر لیا گول میز کانفرنس میں رؤسا نے اصرار کیا کہ ہندوستان
کی مجوزہ وفاقی اسکیم میں شریک ہونے کے بعد بھی ان کے تعلقات تاج برطانیہ
ہی سے وابستہ رہیں گے اور ریاستوں کے وفاق میں شرکت کی وجہ سے وہ
متاثر نہ ہوں گے اسی مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے برطانوی پارلیمنٹ نے

قانون ہند ۱۹۳۵ء کے دفعہ ۲۸۵ میں یہہ مان لیا کہ وفاقی امور کے علاوہ والیان ریاست کے جو تعلقات تاج سے متعلق ہیں وہ علیٰ حالیہ حسب سابق قائم رہیں گے اور وفاقی مجالس کے تمام قوانین کا بھی ریاستوں پر اطلاق نہیں ہو سکے گا۔

ریاستیں دستاویز شرکت ؛

کے ذریعہ وفاق میں شامل ہونگی اور اس دستاویز میں ان امور کا ذکر کیا جائے گا جو ریاست وفاقی حکومت کے تفویض کرے گی اور صرف انھیں امور تحریر شدہ کی حد تک وفاقی قوانین ریاستوں پر منطبق ہونگے باقی دوسرے تمام امور وفاقی مجالس کے قوانین سے بالکل آزاد ہونگے مزید یہہ کہ ریاستوں کے اندر وفاقی مجالس کے قوانین کا نفاذ ریاست کے عہدہ داروں ہی کے ذریعہ عمل میں آئے گا اور وفاقی حکومت کے ملازمین ان میں مداخلت نہ کرسکینگے گو وفاقی مجالس مقننہ کے ایوان زیریں میں ۳۳ فیصدی اور ایوان اعلیٰ کی ۴۰ فیصدی نشستوں پر ریاستوں کا قبضہ ہوگا اور برطانوی ہند کے قانون سازی کے لئے انھیں بھی وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو صوبہ جات کو دیے گئے ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے وفاقی مجالس کو کوئی اختیار ان ریاستوں کے لئے قانون سازی کا نہ ہوگا سوائے ان چند مقررہ امور کے متعلق جو والیان ریاست بذریعہ نوشتہ شرکت وفاقی حکومت کے تفویض کریں اگر ہم اس کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ والیان ریاست وفاقی مجالس مقننہ کے عمومی قوانین کی شکست میں اپنی مخالفت سے مدد دے سکتے ہیں اور ریاستوں میں اپنا

مطلق العنان طرز حکومت کو بھی قائم رکھ سکتے ہیں دستور جدید میں کوئی ایک
ایسی شرط بھی نہیں رکھی گئی جس کے بنا پر ریاستوں کے لئے یہ لازمی قرار
دیا جائے کہ وفاق میں شرکت کے بعد یا تو وہ ریاستوں میں دستوری اصلاحات
نافذ کریں یا کم از کم رعایا کے بنیادی حقوق ہی ان کو عطا کریں اور ان کی فلاح
و بہبود کے لئے نمائندہ ادارے قائم کریں شرکت وفاق کے لئے ریاستوں کا
وفاقی فہرست کے پہلے ۴۷ امور کا اختیار کرنا ضروری قرار دیا گیا تاکہ وفاقی حکومت
ہند میں بڑی حد تک ہم آہنگی پیدا ہو جائے اور ان میں تغیرات کی بہت ہی
کم گنجائش رکھی گئی ہے (دیکھئے مشترکہ پارلیمانی رپورٹ فقرہ ۱۵۷) اسی طرح
انتظام کا مقصد یہ تھا کہ ریاستوں کے درمیان کا فرق و امتیاز مٹا دیا جائے
اور مزید یہ کہ معاہداتی و غیر معاہداتی ریاستوں کا فرق بھی ختم ہو جائے تاکہ
تمام ریاستیں ایک ہی معیار پر اتر آئیں بعض وفاقی امور ایسے بھی ہیں جن کا
غیر وفاقی امور سے بڑا قریبی تعلق ہوتا ہے اور جب وفاقی حکومت ہند ریاستوں
میں وفاقی امور میں راست مداخلت کرے گی تو اس کا اثر ضرور غیر وفاقی امور
پر بھی پڑے گا یا یہ کہ غیر وفاقی ریاستی امور پر راہ راست نمائندہ تاج کے زیر
اثر رہیں گے اور وہ طریقۂ عمل در آمد کے لحاظ سے ان میں مداخلت کر سکے گا۔
اس طرح ریاستیں بڑی حد تک حکومت ہند کے زیر اثر ہو جائیں گی ریاستی مفاد
پر شاہنشاہی مفاد کو بہر صورت ترجیح دی جائے گی اسی لئے ریاستوں کا عاملانہ
اقتدار وفاقی عاملانہ اقتدار کے تحت رکھا گیا تاکہ ریاستوں کو شاہنشاہی اغراض
و مفاد کے لئے استعمال بھی کیا جا سکے مزید یہ کہ ریاستوں پر جدید دستور کے وفاقی مالیاتی

نظام کے تحت مالی بار ڈالا گیا ہے وفاقی محاصل کی وجہ سے ریاستوں کی مالی
حالت بدتر ہو جائے گی محصول کروڑگیری کا وفاقی حکومت کے تحت ہو جانے کی
وجہ سے ریاستوں پر بہت برا اثر پڑے گا ریل، ڈاک، سکہ، ذرائع حمل و نقل
تار وغیرہ کے وفاقی حکومت کے تحت ہو جانے سے والیان ریاست کے شاہانہ
وقار میں بھی کمی واقع ہوگی ریاستی تحقیقاتی کمیشن نے یہہ تجویز پیش کی
تھی کہ اگر والیان ریاست اپنے شاہانہ وقار اور امتیازات خصوصی کو برقرار رکھنا
چاہتے ہیں تو وہ اس کے معاوضہ میں ایک معینہ رقم ادا کرکے قائم رکھ سکتے ہیں
جو ریاستوں کے لئے ناقابل برداشت مالی بار ہوتا الغرض وفاق میں شرکت کا مسئلہ
ریاستوں کے لئے بڑا پیچیدہ بن گیا تھا چونکہ ریاستوں کے امتیازات و تاریخی روایات
وخصوصی اختیارات کا شرکت وفاق کی وجہ سے تحفظ ہونا دشوار نظر آرہا تھا اور یہہ
بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ شرکت وفاق سے حکومت ہند کی راست مداخلت
ریاستوں میں شروع ہو جائے گی اور موجودہ محکمہ سیاسیات کی خفیہ مداخلت اس
وقت علانیہ قانونی حیثیت اختیار کرلے گی اور ریاستیں بجائے جداگانہ سیاسی
وحدت رہنے کے صوبہ جات ہند کا ایک بالواسطہ جز کی حیثیت اختیار کریگی اس
لئے رؤسا ہند نے شرکت وفاق سے انکار کر دیا اگرچہ وائسرائے بہادر نے صوبجاتی
حکومت خود اختیاری صوبہ جات میں نافذ کرنے کے بعد وفاق قائم کرنے کی پوری
کوشش کی رزروبنک اور وفاقی عدالت کو قائم بھی کیا مگر جب رؤسا کو کانگریسی
قائدین کی شدید مخالفت کا اندازہ لگا اور خود شرکت وفاق کو ریاستوں کے لئے
غیر مفید و تباہ کن تصور کیا تو انھوں نے شرکت وفاق سے صاف انکار کر دیا آغاز جنگ

کے بعد والسرائے بہادر نے وفاقی اسکیم کے ملتوی کیے جانے کا اعلان کر دیا اس لئے اس پر مزید بحث کرنا باعث طوالت ہوگا۔

## ریاستوں کے داخلی امور

ریاستوں کے داخلی امور میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان کے دستوروں کو موجودہ زندگی کے تبدیل شدہ حالات کے مطابق ہونا چاہیئے رعایا، حکومت سے تعاون عمل، قوانین کا جدید اصولوں پر نفاذ اور زمین کے حقوق وضاحت، ٹیکسوں کی تنظیم جدید تاکہ وہ ترقی یافتہ نظم ونسق کے مطالبات کو پورا کر سکیں، آزاد نظام عدالت کا قیام، جدید طرز فینانس جس میں حکمران کے خانگی اخراجات وسیول لسٹ کا اندراج علیٰحدہ رکھا جائے ان امور پر روسا اور ان کی حکومتیں توجہ کر رہی ہیں بعض ریاستوں میں رعایا کے اشتراک عمل کو حکومت سے قریب تر کرنے کے لئے پارلیمانی اصول پر نمائندہ ادارے قائم کئے گئے ہیں جو ترقی کا باعث ثابت ہو رہے ہیں۔

**ریاستوں کی گروہ بندی** | بہ حیثیت مجموعی ریاستوں کو جو سوال پریشان کئے ہوئے وہ یہ کہ اکثر ریاستوں کے ذرائع اتنے وسیع نہیں ہیں کہ وہ ایک منظم و ترقی یافتہ نظم ونسق چلا سکیں ایوان روسا کے ۱۳۵ ریاستوں میں سے ۸۰ ریاستوں کی آمدنی ۱۵ لاکھ روپیوں سے بھی کم ہے اور ان میں سے ۵۰ کی آمدنی تو ۳ تا ۷ لاکھ ہے اتنی کم آمدنی سے نظم ونسق چلانا مشکل ہے اس لئے روسا میں یہ خیال پیدا ہو چلا ہے کہ معیار نظم ونسق کو بڑھانے

اور رعایار کو متمدن زندگی کے خوبیوں سے مستفید ہونے کا موقع دینے کے لئے ریاستوں کی گروہ بندی کرنی چاہیئے اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ریاستوں کی پستی دور ہو سکتی ہے ریاستوں کی گروہ بندی کے داخلی اور خارجی دو پہلو ہیں ریاستوں کے گروہ میں ایک مشترکہ ہائیکورٹ قائم کیا جانا چاہیئے تاکہ نظام عدالت منظم و فائدہ بخش ہو جائے پولیس کا نظم و نسق بھی ان گروہوں میں مشترکہ ہونا چاہیئے تاکہ امن و امان قائم رہ سکے۔ مالیہ کی کمی کی وجہ سے چھوٹی ریاستیں نظام تعلیم کو بھی وسیع و اعلیٰ معیار پر جاری نہیں کر سکتیں اس لئے ریاستوں کے گروہوں میں ایک مشترکہ نظام ہونا چاہیئے اگر اس طرح ریاستوں میں گروہ بندی ہو جائے اور اس سے حکمرانوں کا اقتدار بھی متاثر نہ ہو تو ریاستوں کی عام ترقی کے لئے بہت مفید ہوگا والسرائے ہند نے چھوٹی سی ریاستوں کو اس قسم کی گروہ بندی کا بھی مشورہ دیا ہے خارجی امور کی حد تک بعض بڑی ریاستوں کے معاہداتی حقوق کا دستور ہند میں تحفظ کو شامل کرنا ضروری ہے۔

**عطیہ اگست** | موجودہ عالمی جنگ کے آغاز سے قبل جب ۱۹۳۷ء میں قانون ہند ۱۹۳۷ء کے حصہ اول کو نافذ کیا گیا تو کانگریس نے سات صوبوں میں اپنی حکومتیں قائم کیں اور سر سری حصول اقتدار کے بعد قوت کے نشہ سے سرشار ہو کر اس نے ایک جانب اقلیتوں کو نظر انداز کرنا شروع کیا تو دوسری جانب ریاستوں میں مداخلت شروع کر دی اور رعایار کے نام پر ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا متعدد ریاستوں میں ستیہ گرہ کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض ریاستوں میں دستوری اصلاحات نافذ کئے گئے مگر کانگریسی ستیہ گرہ کی

وجہ سے والیان ریاست اور کانگریس کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے تھے روسار نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس بیرونی سیاسی تنظیم کی ریشہ دوانیوں سے انہیں محفوظ رکھا جائے مگر چونکہ وزارتوں کا قیام ضروری تھا اس لئے وائسرائے نے مداخلت نہیں کی مگر جب آغاز جنگ کے بعد کانگریسی وزارتیں مستعفی ہو گئیں اور ملک میں دستوری تعطل جاری ہو گیا اور جب کانگریس نے مجلس دستوری کا مطالبہ کیا اور روسار نے کانگریسی راج کے خوف سے اس کی مخالفت شروع کر دی تب والیان ریاست نے بڑے اصرار کے ساتھ حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کے وقار و وجود کو آئندہ دستور میں محفوظ رکھا جائے اس مطالبہ کو وائسرائے بہادر نے اپنے عطیہ اگست میں تسلیم کر لیا اور یہ یقین دلایا کہ بغیر روسار کے مشورہ کے کوئی دستور سازی نہیں کی جائے گی اور آئندہ دستور میں ان کے جملہ حقوق و امتیازات وغیرہ محفوظ رکھے جائیں گے اگرچہ یہ اعلان روسار کے لئے باعث طمانیت تھا مگر کانگریس کی روش سے انہیں خطرہ لگا ہی رہا ...

**وائسرائے کا مشورہ** | انہیں پیچیدہ سیاسی حالات میں وائسرائے ہند نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے حالات ہند کا جائزہ لیتے ہوئے روسار کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی ریاستوں میں امن و امان برقرار رکھیں اور رعایا کی شکایات کو دور کریں ان کے مطالبات تسلیم کئے جائیں انھوں نے اس امر پر زور دیا کہ ریاستوں میں نیابتی ادارے ترقی یافتہ شکل میں قائم کئے جائیں تاکہ رعایا حکومت میں حصہ لے سکے اس مشورہ پر عمل پیرا ہو کر بعض ریاستوں نے اصلاحات

جاری کیے اور ذمہ دارانہ عنصر کو حکومت میں شامل کر لیا۔

# تجاویز کرپس اور ریاستیں

جب جاپان کے حملہ کا خطرہ ہندوستان کے لیے بڑھنے لگا اور اندرون ملک سیاسی حالات بد سے بدتر ہوتے گئے دستوری تعطل نے شدت اختیار کر لی کانگریس کا مطالبہ آزادی و قیام قومی حکومت میں قوت پیدا ہو گئی اور مسلم لیگ نے پاکستان کو اپنا سیاسی نصب العین اور مذہبی عقیدہ بنا کر اس کا مطالبہ شروع کر دیا تب ان پیچیدہ حالات کو سلجھانے کے لیے اور تعطل کو دور کرتے جنگی کابینہ نے چند تجاویز دیکر سر اسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان روانہ کیا ہندوستان میں کرپس نے کانگریس لیگ و دیگر سیاسی تنظیمات کے قایدین سے ملاقاتیں کیں اور ایک اعلان جاری کیا جس میں کانگریس کے مطالبہ مجلس دستور ساز اور لیگ کے مطالبہ پاکستان کو اصولی حد تک تسلیم کیا گیا والیان ریاست کے مطالبات کو بھی تجاویز کرپس میں منظور کیا گیا۔

مسٹر کرپس نے اپنے بیان میں اعلان کیا کہ برطانوی حکومت چاہتی ہے کہ دیسی ریاستیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں انڈین یونین میں شریک ہوں جن ریاستوں میں نمائندہ جماعتیں موجود ہیں انہیں مجلس دستور ساز میں نمائندہ مجالس کے توسط سے نمائندگی دی جائے گی اور جہاں نمائندہ جماعتیں نہیں ہیں وہاں جو طریقہ بھی انتخاب کا رائج ہوگا اسی طرح سے نمائندہ مجلس دستور ساز میں

لیئے جائیں گے غرض کہ جس ریاست میں جو طریقہ بھی ہوگا اسی طریقہ کے مطابق
اس ریاست کے نمائندے دستور ساز مجلس میں لیئے جائیں گے اور جس ریاست میں
کوئی طریقہ ہی نہ ہوگا اس ریاست کا حکمران اپنے نمائندوں کو نامزد کرے گا۔
یعنے یہ کہ مجلس دستور ساز میں جو ہندوستان کے لیئے دستور سازی کرے گی اس
میں ریاستوں کے نمائندوں کو بھی شریک کیا جائے گا مگر ان کی شرکت کے تین
مختلف طریقے ہیں ایک تو یہ کہ ریاستوں کے نمائندے مجالس مقننہ کے منتخبہ اراکین
میں سے ہونگے دوسرے یہ کہ جن ریاستوں میں انتخاب کا جو طریقہ رائج ہوگا اس کے
مطابق ان کے نمائندے لیئے جائیں گے اور تیسرے یہ کہ طریقہ انتخاب نہ ہونے کی
صورت میں حکمران اپنے نمائندہ خود نامزد کریگا اگر ہم ان شرکت کے طریقوں
کا تجربہ کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ بڑی حد تک غیر عمومی ہیں اس لیئے کہ اس میں نامزدگی
کا طریقہ بھی رکھا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ برطانوی ہند کے منتخبہ اراکین کے ساتھ
ریاستوں کے منتخبہ نیم منتخبہ اور نامزد کردہ اراکین جب مجلس دستور ساز میں شرکت
کرینگے تو وہ ریاستوں کے مفاد کا تحفظ کرنے کے لیئے تاج برطانیہ کے حقوق کی مدافعت
کرینگے اس لیئے کہ ریاستوں کے تعلقات راست تاج برطانیہ کے ساتھ ہیں اسطرح
صرف انہیں مفادات کا تحفظ ہوگا جو ہندوستان کے مفاد کے خلاف ہے اس طرح مجلس
دستور ساز میں عمومیت و مطلق العنانیت کا تصادم ہوگا اور یہ تصادم برطانوی شاہنشاہیت
کے قیام کے لیئے سازگار اور مفید ثابت ہوگی ۔

کرپس نے اپنے اعلان میں اگرچہ اس امر پر زور دیا کہ ریاستیں زیادہ
تعداد میں ہندوستانی اتحاد میں شامل ہو جائیں تاکہ عظیم تر ہندوستان عالم وجود

میں آسکے لیکن انھوں نے اس کی بھی تشریح کر دی کہ اگر کوئی ریاست ہندوستانی اتحاد یا کسی اور یونین میں شامل نہ ہونا چاہے تو اس کے ساتھ موجودہ طریقہ ہی برقرار رکھا جائے گا اور اس کے تعلقات راست تاج برطانیہ ہی سے رکھے جائینگے اور اس کے موجودہ موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ معاہداتی موقف کے اعتبار سے اپنے امتیازات و اختیارات کو محفوظ رکھیں گے مگر قوت بالادست کا دباؤ بڑھ جانے کا امکان ہے اس خطرہ کو محسوس کرکے والیان ریاست نے مطالبہ کیا کہ ریاستوں کا ایک علیحدہ اتحاد قائم کیا جائے مگر کرپس نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا اور یہ اعلان کیا کہ جو ریاستیں ہندوستان کے جس یونین سے جغرافی لحاظ سے قریب ہو وہ اس یونین میں شامل ہو جائے ریاستوں کے ان یونین یا یونینوں میں شرکت سے یہ فائدہ ہوگا کہ انہیں بھی مقبوضاتی مرتبہ حاصل ہوجائیگا ورنہ بصورت عدم شرکت علیحدگی پسند ریاستوں کو قوت بالادست ہی کے تحت رہنا ہوگا البتہ یہ وعدہ کیا گیا کہ علیحدگی پسند ریاستوں سے ملک معظم کی حکومت علیحدہ معاہدہ کرے گی جس میں ان کے معاہداتی موقف کو برقرار رکھا جائے گا یا ممکن ہے ریاستوں کو بھی مقبوضاتی درجہ دے دیا جائے۔ مگر اس کی صراحت نہیں کیگئی

**روسا اور تجاویز کرپس** | مہاراجہ نانگر نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں تجاویز کرپس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ ملک معظم کی حکومت کا ایک اہم ترین اعلان تھا روسا نے اپنی حکمت عملی کا اظہار مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کی قرارداد منظورہ ایوان روسا کے ذریعہ کر دیا تھا اس قرارداد کے اہم اجزا حسب ذیل تھے (۱) ایوان روسا نے وزیراعظم کے اعلان اور لارڈ پریوی سیل سر اسٹفیورڈ کرپس کی ہندوستان

میں آمد کا خیر مقدم کیا اور امید ظاہر کی کہ اس سے ہندوستان کے اتحاد میں مدد ملے گی اور ہندوستان کے مساعی جنگ میں اضافہ ہوگا اور مزید یہ کہ مادر وطن کی مدافعت کے ذرائع کو تقویت حاصل ہوگی۔ (۲) ایوان نے متعدد مرتبہ اس امر کا اعلان کردیا کہ روسار کے لئے کوئی بھی اسکیم قابل قبول نہ ہوگی جو معاہدات اسناد اور سمجھوتوں سے پیدا شدہ ریاستوں کے حقوق کا تحفظ اور مستقبل میں ان کے وجود کی ضمانت نہ دیتی ہو ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ خود مختاری اور انہیں مکمل آزادی عمل کی ضمانت بھی حاصل ہونی چاہیئے تاکہ وہ اپنے تاج سے متعلق واجبات کو پورا کریں اور رعایا کے مفاد کی بھی جائز نگرانی کریں اور اس لئے خاص طور پر وزیر اعظم کے اعلان کے اس حصہ بیان سے اظہار خوشنودگی کیا گیا جو ریاستوں کے معاہدات کے واجبات کی تکمیل سے متعلق ہیں۔ (۳) ایوان روسار نے اس کے نمائندوں کو اختیار دیا اور مجاز گردانا کہ وہ ہندوستان کے دستوری ارتقار سے متعلق گفت وشنید کریں اور اس امر کا بطور خاص لحاظ رکھیں کہ جنگ کے کامیاب انصرام کو جاری رکھا جائے اور ریاستوں کے مفادات کا بھی مکمل تحفظ کیا جائے آخری منظوری ایوان سے حاصل کرنی ہوگی انفرادی طور پر ہر اس حکمران ریاست سے اس کے حقوق یا امور متعلقہ معاہدات وغیرہ کے بارے میں مشورہ کیا جائے گا جو بدوران مباحثہ پیدا ہونگے اور ہر رئیس کے معاہداتی موقف وحقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

ایوان روسار کے چانسلر مہاراجہ نوانگر نے والیان ریاست اور کرپس کی گفتگو کو غیر اطمینان بخش ظاہر کیا ہے اس لئے کہ تجاویز کرپس میں یہ لکھا تھا کہ کوئی ہندوستانی ریاست دستور کی تائید کرتی ہو یا نہ کرتی ہو مگر اس کے لئے ضروری ہوگا

وہ بحث و مباحثہ میں اس حد تک حصہ لے جس حد تک کہ اس کے معاہدات کے انتظامات کے نظر ثانی کے لیئے نئے حالات میں اس کی ضرورت ہوگی اس تجویز سے رؤسا میں بے چینی پیدا ہوگئی اس لئے کہ بنیادی طور پر یہ ریاستوں کے معاہدات و تاج کے ان کے متعلق واجبات کے خلاف تھی اور عطیہ اگست ۱۹۴۰ء کے بھی یہ خلاف تھی عطیہ مذکور میں وائسرائے بہادر نے صاف طور پر اعلان کیا تھا کہ ریاستوں کے متعلق تاج کے واجبات کو پورا کیا جائے گا مگر اس یقین آفرینی کو کرپس کی تجاویز میں نظر انداز کر دیا گیا تھا اس نظر اندازی سے ریاستوں کے مخالفین مثلاً پنڈت نہرو وغیرہ کو تقویت حاصل ہوگئی جنھوں نے کہا کہ جو ریاستوں کے معاہدات کا ذکر کرتے ہیں وہ بالکل بے وقوف اور بد معاش ہیں۔ نہرو کا یہ کہنا ان کی سخت غلطی تھی مگر اس سے ان کی ریاست دشمنی کا اظہار ہوتا ہے۔

تجاویز کرپس میں نسلی اور مذہبی اقلیتوں کے جائز تحفظ کا ذکر ہے اور ریاستوں کے حقوق اقلیتوں سے زیادہ ہی ہیں ایسی صورت میں ان کا تحفظ ضروری ہے مگر مندرجہ بالا تجویز سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خواہ کوئی ریاست دستور کو پسند کرے یا نہ کرے مگر اس کو نئے ماحول و حالات کے تحت معاہدات کی نظر ثانی کرنا لازمی ہوگا مہاراجہ نادنگر نے لکھا ہے کہ جب اس تجویز کی وضاحت طلب کی گئی تو کہا گیا کہ یہ معاشی معاملات کی حد تک ہے جن کا برطانوی ہند سے تعلق ہے مگر اعلان کرپس میں ایسی وضاحت نہیں کی گئی چونکہ کرپس کا اعلان ابھی تک موجود ہے اس لیے رؤسا کی پریشانی بھی باقی ہے۔
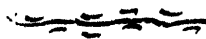
**ریاستوں میں ترقی** کرپس نے پارلیمنٹ میں ایک عام اعتراض کو دہرایا کہ اکثر ریاستوں میں نمائندہ ادارے ترقی یافتہ شکل میں موجود نہیں ہیں ہندوستان اور بیرون ہند اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ والیان ریاست رجعت پسند اور قدامت پرست ہیں ریاستوں میں نمائندہ ادارے ترقی یافتہ شکل میں نہیں پائے جاتے تاوقتیکہ روسار ہند اپنے ریاستوں کی تنظیم نہ کریں وہ کس طرح زیادہ ترقی یافتہ برطانوی ہند کے دستور کے ساتھ مسلسل موجود رہنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں مگر مہاراجہ نادنگر چانسلر ایوان روسار لکھتے ہیں کہ باوجود ان اعتراضات کے روسار ہند نے انصاف کا بلند معیار پیش کیا اور بلا لحاظ ملت و مذہب رعایا کے فلاح و بہبود کی ہر طرح کوشش کی اور اب بھی وہ ترقی پسند ہیں ریاستوں کی ہر جہتی ترقی کے لئے کوشاں ہیں اب تک روسار نے بہ حیثیت مجموعی انصاف رواداری اور رعایا کے فلاح و بہبود کے اصول کی انجام دہی کا ایک اچھا کارنامہ [illegible] رکھا ہے اور اب بھی ان میں ترقی کا رجحان ہے اب ہم مہاراجہ نادنگر کے اس تقریر کے بعض اقتباسات پیش کریں گے جو انھوں نے بہ حیثیت چانسلر ایوان روسار مارچ ۱۹۳۲ء کے اجلاس ایوان روسار میں وائسرائے بہادر کے خطبہ کے جواب میں دیا کی تھی جبکہ دستوری اصلاحات کا مسئلہ ریاستوں میں بڑی شد و مد کے ساتھ در پیش تھا راجہ صاحب نے کہا ہم بالکلیہ اس امر کی توثیق کرتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی ضرورت ہو ریاستوں کے نظم و نسق میں ترقی اور اصلاح کی جانی چاہیئے نہ صرف سیاسی تجربہ کے طور پر بلکہ والیان کا ایک مقدس فرض تصور کر کے ہم اس امر کی پر زور سفارش کرتے ہیں کہ ریاستوں میں اصلاحات جاری کیے جائیں ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ

اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر ہمدردانہ غور کیا ہے اور اس کو تسلیم کیا کہ یہ ہمارا
عظیم ترین فریضہ ہے کہ رعایا کی خوشی اور مرفع الحالی کو پیش نظر رکھیں اور اس کو تسلیم
کریں اور ہماری رعایا کی خوشحالی اور ترقی کے لئے ممکنہ کوشش کرنے میں کوتاہی نہ
کریں ترقی و اصلاح نظم و نسق کے مسئلہ اور ریاستوں میں دستوری اصلاحات کے
مسائل کے درمیان ایک صاف فرق ہے ہمارا دعوی ہے کہ ریاستوں میں دستوری
اصلاحات کے نفاذ کا حق بالکلیہ والی ریاست کو حاصل ہے رؤسا کبھی ریاستوں کی
ترقی کے مخالف نہیں ہیں مقامی حالات و ذرائع کی ترقی اور ریاستوں میں عام فلاح
و بہبود کے کام و دیگر ترقیات اس امر کی بہترین ثبوت ہیں کہ رؤسا مادر وطن سے
محبت کرتے ہیں ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ بیرون ملک کی کوئی سیاسی جماعت ہم کو
مجبور کرے کہ ہم اندرون ریاست دستوری اصلاحات جاری کریں اس طرح کی کوتاہ
اندیش کوششیں بجائے کوئی تعمیری کام کرنے کے ارتقائی کیفیت کو روک دیتی ہیں
اور رعایا و حکمران کے درمیان تاریخی و روایاتی تعلقات کو خراب کر دیتی ہیں اور اس
سے بڑھ کر یہ کہ مختلف طبقات ملک میں کشیدگی کا باعث ہوتی ہیں جس کے نتائج برے
ہوتے ہیں حکمران کے اقتدار اعلی پر حملہ کرنے کی وجہ سے حکومت میں کمزوری اور بدنظمی
پیدا ہو جاتی ہے جو مناسب نہیں ہے ہم علانیہ اعلان کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالی رؤسائے
ہند کبھی تاج برطانیہ کے واجبات کو پورا کرنے میں اور ریاستوں میں مستقل ترقی کو آگے
بڑھانے اور مادر وطن کی ترقی میں کبھی کوتاہی نہ کریں گے۔

اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤسا ایک جانب بیرونی جماعتوں کی مداخلت
کو پسند نہیں کرتے تو دوسرے جانب وہ خود ترقی پسند ہیں اور اصلاحات کو جاری کریں گے

ریاستوں میں ترقی و خوشحالی پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر ساتھ ساتھ اگر تاج برطانیہ کے واجبات کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو وہ خود بھی اپنے معاہداتی موقف و حقوق کے تحفظ کی ضمانت چاہتے ہیں اسی لئے تو والیان ریاست نے اعلان جنگ کے بعد ہی غیر مشروط طور پر اپنی ریاستوں کے تمام ذرائع و وسائل حکومت ملک معظم کو پیش کئے کہ وہ جس طرح چاہے کامیاب انصرام جنگ میں ان کا استعمال کرے۔

**روسا کی امداد جنگ** آغاز جنگ کے بعد گزشتہ جنگ عظیم کی طرح روسار ہند نے ملک معظم سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا ۱۹۴۰ء میں ایوان روساء میں بہ حیثیت چانسلر مہاراجہ نانگر نے حسب ذیل قرار داد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کی گئی ایوان والیان ریاست ہز اکسلنسی نمائندہ تاج سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ملک معظم کے سامنے روسار کے اس ایقان کو ظاہر کریں کہ وہ آدمیوں روپیہ و مادی اشیار و وسایل سے ملک معظم اور ان کی حکومت کی مدد کریں گے اس شاندار کشمکش میں جو وہ حق و صداقت اور انصاف کے لیے اور معاہدات کے احترام و تقدس کی برقراری کے لئے کر رہے ہیں اور دعا کرتا ہے کہ شاہنشاہیت و اتحادین کی مشترکہ کوششیں بہت جلد ان اعلیٰ اصولوں کی جلد کامیابی کا باعث ہوں جن کے لیے دشمن کے خلاف ملک معظم ہتھیار اٹھانے کے لیے مجبور ہوئے ہیں نیز ریاستوں نے آغاز جنگ سے اب تک برطانوی حکومت کی جو شاندار امداد کی ہیں ان کی فہرست بہت طویل ہوگی ہم صرف بعض اہم امداد کا ذکر کریں گے آغاز جنگ سے ستمبر ۱۹۴۲ء تک ریاستوں کی امدادی رقم ۲۲۶۶۰۰۰ ہوئی اور عطایا کی رقم جن کا وعدہ کیا گیا تھا ۳۷۳۰۰۰۰ روپیہ تھی متعدد ریاستوں کے ہوائی اسکواڈرنس میدان جنگ میں جنگی خدمات انجام دے رہے ہیں صرف ریاست حیدرآباد کے دو ہوائی

اسکاڈرن اس وقت ایسے شاندار کام کرچکے ہیں کہ جن کی تعریف خود وزیر ہوائیہ مسٹر سینکلر نے کی ہے ریاستی افواج کو ترقی دی گئی انہیں اندرون ملک و بیرون ملک خدمات کے لئے روانہ کیا گیا ۱۹۳۸ء میں ریاستوں کی کل فوج ۴۵۰۰۰ تھی مگر یکم جون ۱۹۴۲ء تک ان کی تعداد بڑھ کر ۸۷۰۰۰ ہو گئی یعنے ۹۷ فی صد اضافہ عمل میں آیا ان میں سے تقریباً ۱۷۰۰۰ برطانوی ہند میں متعین ہیں اور صوبہ سرحد میں خدمات انجام دے رہے ہیں ۱۳۰۰۰ افوج سمندر پار روانہ کی گئی ہے بہت سے رنگروٹ برطانوی ہند میں ریاستوں سے بھرتی ہو رہے ہیں ۱۹۳۹ء میں ریاستوں کی فوجی یونٹیں ۱۴۶ تھیں اب ۱۲۶ ہیں اور ۵۰ ٹریننگ یونٹس ہیں اس طرح کل تعداد ۱۷۶ ہے۔

اول الذکر کے ۱۹ سمندر پار ۵۴ برطانوی ہند میں خدمات انجام دے رہے ہیں مزید یہ کہ چار ریاستوں کے فوجی عہدہ دار ۱۹۴۱ء میں کوئٹہ کے اسٹاف کالج میں شریک تھے بعض ریاستیں ماہانہ اور سالانہ مالی امداد بھی کر رہی ہیں ریاستوں کے صنعتی کارخانے برطانوی افواج کے لئے آلات حرب و دیگر ضروری سامان بھی تیار کر رہے ہیں حضور نظام اعلیحضرت بندگانعالی اقدس شہریار دکن و برار نے ہی صرف ایک کروڑ روپیہ کے دفاعی تمسکات خرید فرمائے ایک آبدوزکشتی اور ایک کارویٹ جہاز برطانوی بیڑہ کو عطا فرمایا الغرض روسار ہند کی برطانوی حکومت کو موجودہ جنگ میں امداد جس وسیع و موثر طریقہ سے دی جا رہی ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے جس کے لیئے والیان ریاست اتحادین کی نظروں میں نہ صرف ایک بلند مقام رکھتے ہیں بلکہ مابعد جنگ ان کے حقوق کا ضرور لحاظ رکھا جائیگا اور ان کے بنیادی دعوؤں کو تسلیم کیا جائے گا۔

**روسار ہند کے بنیادی دعوے** | روسار ہند بہ حیثیت ایک نظام کے سیاسی

ترقی چاہتے ہیں ایسی ترقی جو تاریخی روایات پر مبنی ہو اور اس سے علیحدہ نہ ہو ایسی
ترقی میں خود بھی اشتراک عمل کرنے آمادہ ہیں بنیادی طور پر روسار ہند کے مطالبہ
ہمیشہ یکساں رہے ہیں پہلے معاہداتی حقوق کی برقراری زیر اقتدار تاج برطانیہ اور
دوسرے موثر و طاقتور تحفظات یہ دو اہم مطالبات روسار کے متفقہ مطالبات
ہیں روسار معاہدات اسناد و سمجھوتوں کی بڑی قدر کرتے ہیں جو ان کے لیے بڑی اہمیت
رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ روسار کے وجود کے دستاویزات ہیں والیان ریاست ان
سے پیدا شدہ حقوق مراعات و وقار کو بہت اہم تصور کرتے ہیں بہ حیثیت روسائی
نظام والیان ریاست ہندوستان کے دستوری ارتقار کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو اسکے
بھی جس میں ریاستیں ایک جز کے طور پر شامل ہوں اس کو چاہیئے کہ وہ معاہدات
اسناد اور سمجھوتوں کے پیدا شدہ حقوق کی حفاظت کرے اور روسار کے آئندہ
کا یقین دلائے اور ان کے اقتدار اعلیٰ در ریاستوں کے جزائی کا ملیت کی بھی ضمانت
دے ریاستیں کہ تاج کے اعلیٰ نمائندوں سے ہمیشہ یقین دہانی آئی ان کے معاہدات
اسناد سے پیدا شدہ حقوق کی ہمیشہ عزت کی جائے گی ہم یہاں چند حوالوں کو پیش
کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ (۱) ۱۸۵۸ء میں ملکہ وکٹوریہ نے اپنے اعلان میں حسب ذیل
یقین دلایا ہم روسار ہند سے اعلان کرتے ہیں کہ وہ تمام معاہدات اور سمجھوتے جو
ان سے کمپنی نے یا معزز ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر اقتدار کئے گئے ہیں ہم ان کو تسلیم
کرتے ہیں اور آئندہ بھی وہ برقرار رکھے جائیں گے ہم روسار ہند کے حقوق وقار
اور عزت کو بطور ہماری عزت سمجھتے ہیں۔ (۲) ۱۹۲۱ء میں ملک معظم جارج پنجم
آنجہانی نے اپنے اعلان میں کہا تھا کہ میرے سابق کے اعلان میں میں نے اس

یقین کو دہرایا تھا جو میرے شاہی پیشروں اور میں نے متعدد مرتبہ وعدے کیئے تھے میرے اس ارادہ کو کہ ہمیشہ روسائے ہند کے مراعات حقوق اور وقار کو برقرار رکھا جائے گا۔ (۳) مانٹیگو چیمسفرڈ رپورٹ کے صفحہ ۳۰۵ میں لکھا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ روسار کو پوری طرح آزادانہ طور پر یقین دلایا جائے کہ کوئی بھی دستوری تبدیلی جو وقوع پذیر ہوگی اس میں ان کے حقوق وقار اور مراعات کا جو انہیں معاہدات اسناد اور سمجھوتوں یا قائم شدہ عمل کی رو سے حاصل ہے برقرار رکھے جائیں گے۔"

(۴) لارڈ ہیلی فیکس نے حال ہی میں کہا تھا کہ روسار کی آزادی مقدس معاہدات میں محفوظ ہے جو ملک معظم سے کیئے گئے ہیں اور جو صرف بذریعہ گفت و شنید بدلے جا سکتے ہیں ان معاہدات کو توڑ دینا گویا ان اصولوں میں سے ایک کی نفی کرنا ہوگا جن کے لیئے ہم جرمنی کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسار اپنے معاہداتی حقوق کی برقراری میں حق بجانب ہیں اور انہیں تاج کے ذمہ دار اعلیٰ ترین عہدہ داروں کی تائید حاصل ہے۔

**مطلوبہ تحفظات** | ایوان روسار کے چانسلر مہاراجہ نوانگر نے والیان ریاست کے مطلوبہ تحفظات کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے سیاسی، مالیاتی، دفاعی اور شخصی مطالبات جو والیان ریاست کے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

(۱) سیاسی تحفظات :۔ (۱) اسناد سمجھوتوں و معاہدات سے پیدا شدہ حقوق کا موثر تحفظ۔ اس میں علاقہ داری کاملیت کا حق، اقتدار اعلیٰ اور اندرونی خودمختاری

داخل ہیں۔ بغیر مداخلت کے رؤساء کو ریاستوں میں نظم و نسق چلانے کا حق (ii) ہر ریاست کا حق کہ وہ اپنے لئے کوئی بھی طرز حکومت منتخب کرے۔ (iii) معاشی و دیگر حکمت عملیوں کو جاری کرنے کا حق جو مفاد ریاست کے مطابق ہو (iv) بغیر رضامندی کے مرکزی یا صوبہ جاتی مجالس مقننہ کے قوانین کا ریاستوں میں انطباق نہ ہو (v) دیگر وحدتوں کے ساتھ مساوی مرتبہ حاصل ہو ہر ریاست کو کسی فرقہ یا ملت کے غلبہ سے آزادی حاصل ہونی چاہیئے تمام مبنی برانصاف امور جو ریاستوں کے مساوی حقوق سے متعلق ہوں اور معاہدات یا سمجھوتوں کی تعویل جو ایسے حقوق پر اثر انداز ہوتی ہو بطور حق کے بذریعہ گفت و شنید طے ہو چاہیئے۔

**مالیاتی:**۔ (۱) کوئی راست ٹیکس عاید نہ کیا جائے (۲) بالواسطہ ٹیکس کے معاملات کی حد تک ریاستوں پر غیر ضروری مالی بار نہ ڈالا جائے (۳) ٹیکس عاید کرنے کے تمام ذرائع جو کسی ریاست کی جانب سے برطانوی حکومت کے حوالے نہ کئے گئے ہوں انہیں ریاست ہی سے متعلق رہنا چاہیئے (۴) مادی قسم کے یا باہمی سمجھوتہ کے قسم کے موجودہ حقوق بشمول ان کے جو برطانوی ہند سے متعلق ہیں ان کا موثر تحفظ کیا جائے اگر کوئی تبدیلی یا رد و بدل کیا جانا ہو اور وہ کسی فریق کے مفاد کے مطابق ہو تو گفتگو کے اور باہمی سمجھوتہ کے ذریعہ کیا جائے۔

**دفاعی:**۔ (۱) ہر ریاست کا یہ حق ہے کہ اس کو بیرونی حملہ آور اور اندرونی بدامنی و بغاوت سے محفوظ رکھا جائے۔ (۲) ہر ریاست کا حق ہے

وہ خود اپنی فوج رکھے اور اس سے اندرونی امن و امان کی برقراری اور تاج کی خدمات کا کام لے سکے۔ (۳) ہر ریاست کو افواج کے لئے آلات حرب و دیگر ضروریات کے خریدنے کا حق حاصل رہے۔

شخصی :۔ (۱) برطانوی ہند کی عدالتوں میں فوجداری کے قانونی چارہ جوئی سے حکمران اور اس کے افراد خاندان بالکل خارج رہیں اور سیول قانون کی حد تک موجودہ حیثیت برقرار رکھے (۲) برطانوی ہند میں حکمران خاندانوں کے افراد کی عزت اور وقار کو برقرار رکھا جائے (۳) حکمراں کا تحفظ۔ ریاستوں کی حکومتوں کی حفاظت برطانوی ہند اور ان امور سے جن کی وجہ سے ریاستوں میں مخکومانہ اثر پڑے۔ برطانوی ہند میں حکمران اور اس کے خاندان کے افراد کی غیبت و بدگوئی سے حفاظت کی جائے (۴) آمدنی کے ٹیکس اور حکومت ہند کے مخصوص ضمانتوں کی حد تک بھی ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا جائے (۵) برطانوی ہند میں حکمران کے زمین و مکانات کا بھی ٹیکس نہ لیا جائے جو بطور اسٹیٹ کی ملکیت کے ہوں گے (۶) موجودہ حقوق کا حق جو مختلف قوانین کی رو سے اور مختلف قواعد اعلانات اور قراردادوں کے ذریعہ حاصل ہے۔

مندرجہ بالا حقوق کا مطالبہ روسار ہند نے قانون ہند ۱۹۳۵ء کے نفاذ سے قبل کیا تھا نظریاتی حد تک ان حقوق کو اس قانون میں تسلیم کر لیا گیا مگر عملی طور پر ان کا پوری طرح تحفظ نہیں کیا گیا جب ۱۹۳۹ء میں کانگریس نے ریاستوں میں ستیہ گرہ شروع کی تو وائسرائے بہادر نے ریاستوں کے حقوق کے تحفظات کے اختیارات کا استعمال نہیں کیا جو انہیں حاصل تھے وائسرائے نے کل ہند

حکمت عملی کے تحت ان کو اس لئے استعمال نہیں کیا کہ صوبہ جات میں وزارتوں
کے قیام کو جو قانون ہند ۱۹۳۵ء کے حصہ اول کے مطابق کو جاری رکھنا تھا مگر
اس کا روسار کی جانب سے ردعمل یہ ہوا کہ انھوں نے وفاقی اسکیم کو رد کردیا
روسار ہند آج تک بھی انہیں مطالبات کو حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کرتے
ہیں اور ان پر اڑے ہوئے ہیں روسار دعوی کر سکتے ہیں کہ انھوں نے ایک
متواتر وفا شعار اور جاندار رجحان طرز عمل کا اظہار کیا ہے اس لئے ان کے مطالبات
جائز ہیں اور اب وہ اس کا بھی اقرار کر رہے ہیں کہ وہ رفتار زمانہ کا ساتھ
دیتے ہوئے آگے بڑھنے تیار ہیں۔

# ریاستیں اور قومی عناصر کا اشتراک عمل

والیان ریاست کے مطالبات قائم ہیں آج کل جنگ واقعات کو جلد
بدل رہی ہے اور یہ پیشگوئی کرنا کہ آئندہ مستقبل میں ہندوستان میں کیا سیاسی
ترقی ہوگی ناممکن ہے سیاسی تنظیمات و قایدین کا کیا طرز عمل ہوگا اور مجلس دستور
ساز کیا کرنے والی ہے اس کا بھی سے کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا سیاسی ترقی
پر بیرونی و اندرونی امور کا اثر ضرور پڑے گا مگر مہاراجہ نادنگر کہتے ہیں کہ ایک
شئے ہے یعنی یہ کہ روسار مسلسل اپنے وفاداری وشاندار رجحان کو گزشتہ دور
کی طرح جاری رکھیں گے جو ہمیشہ برقرار رہے گی اس خیال کے ساتھ کہ برطانوی
ہند کو ترقی کرنے کا حق ہے مگر اس ایقان کے ساتھ بھی کہ روسار کے حقوق کا تحفظ

برقرار رہے مہاراجہ صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم متحدہ ہندوستان چاہتے ہیں اور روسار اس کے قیام کے لئے تاریخی و شخصی فرض رکھتے ہیں دیگر سیاسی فریقوں کے ساتھ وہ اتحاد و آزادی ہندوستان کو پسند کریں گے مختصر یہ کہ والیان ریاست آزادی ہند کے دل سے خواہاں ہیں اور وہ بھی آزادی چاہتے ہیں وہ اپنے معاہدات حقوق و مراعات امتیازات و وقار کا آزاد ہند میں تحفظ چاہتے ہیں اگر ان کا تحفظ ہو جائے تو وہ ہندوستان کے اتحاد و آزادی و دستوری ارتقار کے لئے دیگر سیاسی فریقوں سے اشتراک عمل کرنے آمادہ ہیں تاکہ وہ مادر وطن ہندوستان کے سچے وفادار سپوت ثابت ہو سکیں۔

چونکہ والیان ریاست بہ حیثیت فرزندان ہند مادر وطن کے اتحاد اور ترقی کے حامی ہیں اور اس کے ساتھ وہ بہ حیثیت حکمران اپنی ریاستوں کے وجود کو اور اپنے اختیارات و امتیازات اور حقوق کی حفاظت بھی کرنا چاہتے ہیں اور چونکہ یہ دونوں امور متضاد ہیں اس لئے بڑی پیچیدگی پیدا ہو رہی ہے روسار اپنے تعلقات و معاہدات کو راست تاج برطانیہ سے منسلک رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے برعکس کانگریسی انہی کمان روسار کے تعلقات و معاہدات کو تاج برطانیہ سے کے اصول کو تسلیم کرنے آمادہ نہیں اس لئے روسار و کانگریس میں شدید مخالفت ہے جو بڑھتی جا رہی ہے تاوقتیکہ ان دونوں جماعتوں میں اتفاق نہ ہو جائے ہندوستان کا دستوری ارتقار مشکل ہے اس لئے کہ وزیر ہند مسٹر ایمری نے ہندوستان کے تمام سیاسی تنظیمات بشمول ریاستوں کے باہمی اتحاد کو آزادی ہند کا اساس گردانا ہے قانون ہند ۱۹۳۵ء کے

رو سے حکومت برطانیہ نے ایک کوشش کی تھی کہ تمام ہندوستان کے لیئے
ایک ایسا طرز حکومت رائج کیا جائے جو عوام سکے پسند کے مطابق اور روسا ر
ہند کے اشتراک عمل پر مبنی ہو مگر وفاق عالم وجود میں نہ آسکا مگر حکومت برطانیہ
نے اختتام جنگ کے بعد ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ عطا کرنے کا وعدہ کیا
ہے جس کا اعادہ تجاویز کرپس میں کیا گیا ہے دستوری تعطل کو دور کرنے اور
ہندوستانی سیاسی تنظیمات میں مفاہمت کرانے کی حکومت نے کرپس کے
ذریعہ پوری کوشش کی اور اب وہ تصور کرتی ہے کہ پہلا ہندوستانیوں کے
جانب سے ہونا چاہیئے ہندوستان کے سماجی و معاشی و سیاسی حالات کو پیش نظر
رکھ کر ہی بدین ہند خود کوئی اسکیم مرتب کریں اگر "ہندوستان کی قومی زندگی کے
عناصر" کے نمائندے اس مسئلہ پر غور کریں تو انہیں کامیاب بنانے میں حکومت
حکمنہ مدد کرے گی تاکہ وہ کسی راضی نامہ پر پہنچ سکیں اور کل ہند کے لیئے ایک
دستوری خاکہ تیار کریں جو اختتام جنگ کے بعد فرقوں ملتوں اور طبقوں کے لیئے
قابل قبول ہوسکے ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روسا اس وقت کیا طرز عمل اختیار
کریں گے جبکہ حکومت برطانیہ اقتدار و اختیارات ہندوستانیوں کو حوالے کر رہی
اگرچہ کل ہند وفاق کی انھوں نے ہندوستان کی دستوری ترقی کے سلسلہ میں تائید
کی تھی مگر جب یہ محسوس کیا کہ وفاقی حکومت میں قوم پرست عنصر کو غلبہ حاصل
ہوگا اور وہ ریاستوں کے شرکت وفاق ہوتے کی وجہ سے راست معاملات میں
مداخلت کرے گا اس لیئے روسار ہند نے شرکت وفاق سے انکار کر دیا

والیان ریاست اپنے معاہدات و تعلقات کو جو راست تاج برطانیہ سے وابستہ ہیں کسی طرح بھی حکومت ہند میں منتقل کرنا نہیں چاہتے اس لئے کہ قوم پرست اکثریت جس کا آئندہ حکومت ہند پر غالب اثر ہوگا وہ ریاستوں میں راست مداخلت کرے گی اور ان کا وجود معرض خطر میں پڑ جائے گا نہ صرف اس لئے کہ کانگریسی اعلیٰ کمان ان کے وجود کی مخالف ہے بلکہ اس لئے بھی کہ وہ یہ نہیں تسلیم کرتی کہ رؤسا کے تعلقات و معاہدات راست تاج برطانیہ سے وابستہ ہیں بلکہ کانگریسی قائدین تو ان کو حکومت ہند سے متعلق تصور کرتے ہیں جس کا انھوں نے نہرو رپورٹ و گول میز کانفرنس میں اظہار کر دیا ہے ایسی صورت میں کسی بھی کل ہند کانگریسی غلبہ کے تحت والیان ریاست کا اشتراک عمل ان کے لئے خطرناک ہی ہوگا مگر وہ اشتراک عمل کرنے پر مجبور ہیں وہ حالات زمانہ کے برعکس اپنی علحدہ راہ اختیار نہیں کر سکتے ۔

اگرچہ رؤسا ہند ریاستوں کے وجود کے اہم امور کا تحفظ چاہتے ہیں اور معاہداتی موقف تاریخی روایات و امتیازات اور حقوق کی حفاظت کو جو آئندہ دستور ہند میں کی جائے وہ کل ہند اسکیم میں دیگر سیاسی تنظیموں کے ساتھ اشتراک عمل کی لازمی شرط تصور کرتے ہیں ایسی صورت میں جبکہ دیگر سیاسی جماعتیں اس شرط کو تسلیم کرنے آمادہ نہیں تو پھر مسلم ہندو لسانی قومی رنگ کے عناصر کے درمیان دوستانہ سمجھوتہ کی اساس کیسے پیدا ہو سکتی اور ان کے درمیان کس طرح مفاہمت ہو سکتی ہے تاکہ ہندوستان کی آزادی کا ایک نیا راستہ کھولا جائے جنگ کے آغاز پر اور دوران جنگ میں اور سب سے بڑھ کر تجاویز کرپس میں حکومت برطانیہ

نے جنگ کے اختتام کے بعد قطعی طور پر مقبوضاتی مرتبہ ہندوستان کو دینے کا وعدہ کیا ہے منشور اوقیانوس و مسٹر روزولٹ کی چار آزادیوں کے اعلان کے بعد یہ قیاس کرنا بالکل صحیح ہوگا کہ حکومت ضرور ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ عطا کرے گی تاکہ ہندوستان دیگر آزاد اقوام عالم کے ساتھ مساویانہ سماجی معاشی و سیاسی امور میں اشتراک عمل کر سکے۔

# ریاستیں اور مقبوضاتی مرتبہ

کرپس کی تجاویز میں جو ابھی تک اپنی جگہ برقرار ہیں حکومت برطانیہ نے ہندوستان میں ایک یونین قائم کرنے کی اسکیم پیش کی ہے بعد اختتام جنگ ایک مجلس دستور ساز کا انعقاد عمل میں آئے گا جس میں ریاستوں کے نمائندے شریک ہونگے اور وہ مجلس آزاد ہندوستان کے لئے مقبوضاتی دستور مرتب کرے گی ریاستوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ ہندوستانی یونین میں صوبہ جات ہند کے ساتھ شریک ہوں کوشش تو یہی کی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہندوستانی اتحاد میں شریک کی جائیں۔

اگرچہ ہندوستانی اتحاد کی قومی مقبوضاتی حکومت یونین میں شریک شدہ ریاستوں کے معاہداتی موقف اور ان کے امتیازات و اختیارات کے برقراری اور تحفظ کی ضمانت دے گی مگر ایک مشہور انگریز سیاستدان مسٹر رابرٹ ہالینڈ لکھتے ہیں کہ ریاستوں کو خواہ برطانوی حکومت یا کوئی سیاسی جماعت

یا تنظیم اتحاد کے اندر ریاستوں اور برطانوی ہند کے درمیاں مستقبل میں
مساوی اشتراک عمل اور ریاستوں کے معاہداتی حقوق و اختیارات اور تاریخی
روایات و امتیازات کے تحفظ کی ضمانت دئے بھی تو مستحکم اساس پر قائم
نہ رہ سکے گی خواہ مساوی یقین آفرینی کسی حالت میں کی گئی ہو وہ اتحاد جو ایک
طاقتور عضویہ ہوگا اس کی تیز رفتار ترقی کو روکا نہیں جا سکے گا ایسی صورت میں
ریاستیں اس اتحاد میں برطانوی ہند کے مقابلہ میں اپنے کو کمتر شریک کار
محسوس کریں گی مزید یہ کہ مرکزی مجلس مقننہ میں ریاستوں کے نمائندے
اپنی رائے دیتے ہوئے ضرور گردوپیش کے سیاسی حالات و ماحول سے متاثر
ہو جائیں گے اور ان سے یہ توقع نہ کیجا سکے گی کہ وہ بہ حیثیت ایک گروہ کے روسا
ہند کے تصور کے مطابق مفاد ریاستوں کو پیش نظر رکھکر روساء کی حکمت عملی
کی تائید کریں گے ان پر قوم پرستی کے جذبات غالب ہو جائے گی اور وہ ترقی
پرور عناصر کا ساتھ دینے فطرتاً مجبور ہو جائیں گے ہندوستان کو متحد وفاقی مرتبہ
دے کر اور یونین کو قائم کرکے اس کے اندرونی معاملات میں برطانوی حکومت
اسی طرح عدم مداخلت کی حکمت عملی اختیار کرے گی جس طرح کہ وہ کینیڈا یا اسٹریلیا
میں اختیار کی ہوئی ہے برطانوی حکومت جس طرح دیگر مقبوضات کے داخلی امور
میں دخل نہیں دیتی بالکل اسی طرح ہندوستانی مقبوضہ کے داخلی و اندرونی امور
میں مداخلت نہ کریگی اس لئے قیام اتحاد کے بعد برطانوی حکومت کی سرپرستی سے
محروم ہو کر اتحاد میں شریک شدہ ریاستیں ضرور بیبسی و احساس کمتری محسوس کریں گی
اگرچہ برطانوی حکومت اس اتحاد سے ایک معاہدہ کے ذریعہ ریاستوں کے حقوق کی

خود نگرانی کرے گی اور ان کی حفاظت کو اپنی ذمہ داری تصور کرے گی مگر چونکہ
وہ اتحاد ایک سیاسی و دستوری مقبوضاتی وحدت ہوگا اس لئے ریاستوں
کے مراعات و حقوق کی حفاظت کے لئے وہ اس میں راست مداخلت نہ کریگی۔
اتحاد میں شریک شدہ ریاستوں کے معاہدوں کے باوجود اور خود اندرونی طور پر
بد امنی پھیلائی جائے گی رؤسا ریاست کی آزادانہ خود مختاری اس قوم پرست
اکثریتی گروہ کی مسلسل مداخلت کی وجہ سے متاثر ہوگی جس کا مرکزی حکومت
پر غلبہ ہوگا رؤسا کے خلاف رعایائے ریاست کو کھڑا کیا جائے گا وفادار رعایا میں
باغیانہ خیالات پھیلائے جائیں گے رؤسا کے دیرینہ و روایتی حقوق و مراعات
اور اقتدار باقی نہ رہیں گے گو معاہدہ کی حد تک وہ برقرار رکھے جائیں گے مگر
عملاً ان کا خاتمہ ہو جائے گا جب برطانوی ہند کے قومی عناصر مرکزی حکومت
میں صاحب اقتدار ہو جائیں گے تو وہ ریاستوں میں مقبوضاتی سفارات کو
وسیع کرنے کی کوشش کریں گے مرکزی حکومت مقبوضاتی امور سے غیر متعلق ریاستی
امور میں بھی مداخلت کرے گی اور یہ مداخلت قانونی حیثیت اختیار کر لے گی
مرکزی حکومت کو رؤسا و ریاستوں کے تسلیم کردہ واجبات کو پورا کرنے میں
دشواری محسوس ہوگی ایسی صورت میں ریاستوں کا علحدہ سیاسی وجود اور ان
کی آئینی انفرادیت کا برقرار رکھنا بہت ہی مشکل ہوگا جس کو مٹانے کے لئے قوم
پرست و اکثریتی تنظیمات کوشش کریگی۔

اپنے ایک مضمون "ریاستیں اور مقبوضاتی دستور" میں سر رابرٹ ہالینڈ
نے تاج برطانیہ کے واجبات و ذمہ داریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جو ہندوستانی

ریاستوں کے متعلق عاید ہوتے ہیں لکھا ہے کہ "یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ واجبات دائمی یا ناقابل انکار نہیں ہوتے اور معاہدات صرف ان حالات میں قائم رہ سکتے ہیں جو ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے مناسب و موافق ہوں" اس اصول سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ برطانوی حکومت ریاستوں کے واجبات کو اسی وقت پورا کرے گی جبکہ حالات ان کو پورا کرنے کے لئے موافق ہوں اگر ماحول و حالات نامناسب ہوں تو وہ واجبات اور ذمہ داریوں کو انجام دینے سے مجبوری ظاہر کرے گی جس کی مثال حیدرآباد کی حد تک ہیں گزشتہ دور میں سر جان شور کے عہد حکومت میں مرہٹوں کے خلاف غیر جانبداری کے اظہار سے اور حالیہ دور میں کانگریسی یورش در اندرون حیدرآباد سے نیز گروہ فتنہ و فساد کی صورت میں برطانوی حکومت ہند کی عدم مداخلت کی صورت میں ملتی ہے کہ کس طرح یار وفادار کو حکومتی نمائندوں نے ضرورت کے وقت بجائے امداد پہنچانے کے ناموافق حالات کی وجہ سے واجبات معاہدہ کو پورا کرنے سے گریز کیا اُس وقت مرہٹوں سے جنگ کرنے سے یا ان کے خلاف فوجی مدد دینے سے انکار اور اس مرتبہ کانگریس اعلیٰ کمان کی مخالفت کو مول لینے سے پہلو تہی کی گئی تاکہ کانگریسی وزارتیں برقرار رہیں اور دستور کا مکمل نفاذ ہو جائے۔

سر ہالینڈ نے مزید یہ لکھا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ ان واجبات و ذمہ داریوں کو جو برطانیہ کے ہندوستان سے تعلق کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں ان کی حال ہی میں اس طرح تشریح کی گئی ہے کہ بعض ختم کئے جا سکتے ہیں اور بعض پر عمل کیا جا سکتا ہے گویا کہ برطانوی حکومت اپنے ہندوستان

کے تاریخی تعلق کی بنا پر پیدا شدہ اقلیتوں اور ریاستوں سے متعلق واجبات
اور ان کے معاہداتی موقف کے بعض واجبات کو پورا کرے گی اور بعض کو ختم کردیگی۔
ریاستوں کے بہی خواہوں کے لئے یقیناً باعث تشویش ہوگا یہ وہی واجبات
اور ذمہ داریاں ہیں جن کو برطانوی حکومت کمال تدبر سے کانگریس کے
مطالبہ آزادی کے خلاف پیش کرتی رہی ہے اور ان کی وجہ سے وہ کانگریس کو اقتدار
حوالے کرنے آمادہ نہیں اور ساتھ ہی ان واجبات اور ذمہ داریوں سے مستفید
ہونے والے ریاستوں سے کہا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض پر عمل ہوگا اور بعض
ختم کردیئے جائیں گے گو یہ دوہیری ڈپلومیسی ریاستی و برطانوی ہند کے
مدبروں کے لیئے قابل غور ہے۔ لارڈ لنتھگو نے اپنی وداعی تقریر میں کیا کہ "یہ حد
استحقاق ریاستوں کی حفاظت کی جائے گی مگر حفاظت تو سب ریاستوں کی ہونی چاہیئے۔

# ریاستیں اور شرکت یونین

مندرجہ بالا تصریحات و بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خالص ریاستی
مفاد کے نقطہ نظر سے ریاستوں کو ہندوستانی اتحاد میں اسی طرح شرکت نہ
کرنی چاہیئے جس طرح انھوں نے وفاق ہند میں شرکت کرنے سے انکار کردیا
تھا اس لئے کہ جو نقصانات انہیں شرکت وفاق سے ہو سکتے تھے وہی نقصانات
انہیں اس اتحاد میں شرکت سے ہوں گے مقبوضاتی حکومت کے مضر اثرات
اسی طرح ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ اور رد سار کے حقوق و امتیازات پر پڑینگے
جس طرح سے ریاستی حکومت کے پڑنے کا امکان پیدا ہو گیا تھا بہت ممکن ہے کہ

دوران جنگ ہی میں یا اختتام جنگ کے بعد ہندوستان کے مختلف سیاسی تنظیمات اور جماعتیں کسی مسئلہ پر آپس میں متحدہ ہوجائیں اور مقبوضاتی دستور کا کوئی خاکہ بھی تشکیل دیں اور مزید یہ کہ اختتام جنگ کے بعد برطانوی حکومت ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ عطا کرے اور ہندوستان آزادی حاصل کرکے آزاد اقوام عالم کے گروہ میں شامل ہوجائے تو تب ایسی صورت میں ریاستوں کا ہندوستانی اتحاد سے باہر رہنا بہت دنوں تک ممکن نہ رہ سکے گا مقبوضاتی قوتیں اور اثرات کم از کم چھوٹی ریاستوں کو اتحاد میں شریک کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے بڑی ریاستیں اپنے جداگانہ سیاسی وحدت کو علیحدہ انفرادیت کو برقرار رکھنے اگر الگ بھی رہیں گی تو انہیں مقبوضاتی فضا اور ماحول کے پیدا شدہ اثرات و قوتوں کا مقابلہ کرنا ہوگا وہ اسی وقت ان بیرونی اثرات و مضر قوتوں کا مقابلہ کرسکیں گی جبکہ وطنی محاذ طاقتور ہو اور وہ اسی وقت طاقتور و مستحکم ہوگا جبکہ رعایا ریاست حکمران وقت سے خوش ہو ریاست میں اصلاحات جاری کیے گئے ہوں نمائندہ اداروں کا قیام عمل میں آیا ہو اور رعایا حکومت میں شریک کی گئی ہو۔

ریاستی حکومتوں کو رعایا کے فلاح و بہبود اور ہمہ گیر ترقی پر بہت زیادہ توجہ کرنی ہوگی عدالتی نظام و نظم و نسق کی ضروریات کے مطابق نظم و نسق چلانے کی صلاحیت نہ رکھتی ہوں تو مرکزی اداروں مثلاً ہائی کورٹ، یونیورسٹی، پولیس و دیگر اہم محکمہ جات کے قیام کی حد تک قریبی ریاستوں کو تعاون عمل کرنا ہوگا تاکہ اندرونی حالات کی اصلاح ہوسکے روسا رہند مستقبل کے پیدا شدہ حالات کے

تحت توقع ہے کہ وہ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کریں گے کہ ایک شخص میں گورنر جنرل
اور وائسرائے کے عہدے نہ ہوں اس لیے کہ گورنر جنرل جس کی ہمدردیاں مقبوضہ
ہند کے ساتھ ہوں گی وہ ریاستی معاملات کو ہندوستانی وزراء کے مشورہ سے
طے کرے گا ایسی صورت میں ہندوستانی اتحاد کا مفاد ریاستی مفاد پر مقدم
رکھا جائے گا جو ریاستوں کے لئے مضر ہوگا اور گورنر جنرل اس ماحول میں
ریاستوں کے واجبات و تحفظات کا زیادہ خیال بھی نہ رکھے گا روساء مطالبہ کرینگے کہ
ریاستوں کے لئے ایک علیحدہ کمشنر مقرر کیا جائے جو تاج و ریاستوں کے درمیان
ایک واسطہ کا کام دے سکے ۔

# ریاستوں کا موقف مستقبل کی روشنی میں

ملک معظم کی حکومت کے نمائندوں نے متعدد مرتبہ روساء ہند کو مشورہ
دیا کہ وہ حالات زمانہ کا اندازہ کر کے اپنی ریاستوں میں اصلاحات نافذ کریں اور
رعایا کو حقوق و مراعات دیکر مطمئن کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے دور میں وہ اپنے
وجود کو حالات زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کا ساتھ دیتے ہو ترقی کر سکیں اور ان کا
وجود بھی ترقی پرور حکمت عملی کی وجہ سے باقی ہے ریاستوں کی حد تک برطانوی
رائے عامہ کے دو گروہ پائے جاتے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو آئندہ دستور سازی
کے وقت ریاستوں کے معاہدات و حقوق کو محفوظ کرنا چاہتا ہے یہاں اس سے بحث
نہیں کہ روساء خواہ کسی طرح کا طرز حکومت اپنی ریاستوں میں جاری کریں مگر

ان کے تاریخی روایات کو برقرار رکھا جائے دوسرا گروہ وہ ہے جو ریاستوں کو قرون وسطیٰ کی یادگار تصور کرتا ہے روساء کو قدامت پسند اور مخالف ترقی خیال کرتا ہے معاہداتی تعلقات و حقوق کو وہ تبدیل شدہ حالات میں قابل تسلیم تصور نہیں کرتا اور وہ ریاستوں میں اصلاح و ترقی کا بڑا حامی ہے آج کل حکومت برطانیہ پر دوسرے گروہ کا اثر غالب معلوم ہو رہا ہے اس لئے تجاویز کرپس میں ریاستوں کے جدید حالات میں معاہداتی تعلقات سے متعلق گفت و شنید پر زور دیکر روساء کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ رعایا کو حقوق دیتے ہوئے اصلاحات نافذ کریں اور ترقی یافتہ حالات کا ساتھ دیتے ہوئے عمومی نمائندہ ادارے قائم کریں تاکہ رعایا ان کی حکومت میں حصہ لے سکے۔

اگر حکومت برطانیہ پر اسی گروہ کا غلبہ رہے جس کا بڑی حد تک امکان ہے تو مستقبل میں مقبوضاتی ہندوستانی اتحاد میں ریاستوں کا مستقبل پُر خطر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ایک جانب برطانوی حکومت مقبوضاتی مرتبہ دیکر ہندوستانی اتحاد کے داخلی امور میں مداخلت نہ کرے گی اور دوسرے جانب مقبوضاتی حکومت اتحاد میں شریک شدہ ریاستوں کو تو ایک طرح سے بتدریج اپنے میں ضم کر کے محدود دستوری شاہی ریاستوں میں قائم کرے گی اور دوسرے جانب غیر شریک شدہ علحدہ ریاستوں پر ان کی سرحدوں کے باہر سے یورش کی جائے گی اسی طرح جس طرح کانگریسی وزارتوں کے دور میں ریاستوں پر ستیہ گرہ کے ذریعہ یورش کی گئی تھی ہر دو صورتوں میں ریاستوں کا مستقبل خطرہ میں نظر آتا ہے

**پاکستان میں ریاستوں کا مستقبل** تجاویز کرپس میں تقسیم ہند کو اصولاً

صوبہ یا صوبہ جات ہند کی ہندوستانی اتحاد سے علیحدگی کو تسلیم کیا گیا ہے اور
ان علیحدہ رہنے والے صوبہ یا صوبہ جات کو مقبوضاتی مرتبہ دینے کا وعدہ کیا گیا جس
کی وجہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پاکستان کو اصولاً تسلیم کر لیا گیا ہے مگر مسلم لیگ اس کے
مکمل طور پر تسلیم کیئے جانے کا شدت سے مطالبہ کر رہی ہے اور اب کانگریس کے
رجحان میں بھی پاکستان کی متعلق اصلاح ہو رہی ہے بہت ممکن ہے کہ آئندہ دستور
میں پاکستان کو تسلیم کر لیا جائے پاکستانی یونین میں مسٹر جناح کی یقین آفرینی کی
وجہ سے ممکن ہے بعض ریاستیں شریک ہو جائیں جس کا امکان نظر آرہا ہے تو یہ
شرکت ریاستوں کے لئے مفید ثابت ہوگی اس لیئے کہ مسلمان ریاستوں کے مخالف
نہیں ہیں نہ وہ روسا کے دشمن ہیں بلکہ وہ ریاستوں سے جو معاہدات و سمجھوتے
کریں گے اس کی ضرور پابندی کریں گے اس کے برعکس ہندوستانی یونین میں
ریاستوں کا مستقبل کانگریس و قوم پرست ہندوؤں کی مخالفت کی وجہ سے
خطرے میں ہے پنڈت نہرو نے حامیان ریاست کو پاگل غنڈہ دیے وقوف
کہا ہے گاندھی جی نے جسد ہند میں ان کو ایک پھوڑے سے تشبیہ دی ہے اس
کے برعکس مسٹر جناح نے کبھی ریاستوں کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا اس لئے
پاکستان میں ریاستیں شرکت کر کے محفوظ رہیں گی اور ہندوستانی اتحاد میں جو
ریاستیں شریک ہوں گی وہ بہت جلد اس میں ضم کر لی جائے گی اور جو باہر رہینگی
ان کا وجود خطرے ہی میں رہے گا۔

# کل ہند ریاستی تنظیمات

**اسٹیٹس پیپلس کانفرنس** کانگریس اعلیٰ کمان کے زیر قیادت بعض اراکین مجلس عاملہ کانگریس نے ریاستوں میں راست مداخلت کرنے رعایا کے نام سے کانگریس کے اثرات کو ریاستوں میں پھیلانے اور روسار کی مطلق العنان حکومتوں کا خاتمہ عمومی اصولوں پر ذمہ دارانہ حکومتوں کو قائم کرنے ریاستوں کی رعایا کو حقوق دلوانے اور عام ترقی کا رجحان پیدا کرنے معاشی ارتقا و سماجی اصلاح کرنے الغرض ریاستوں کو بالکلیہ کانگریس کے زیر اثر لا کر برطانوی ہند کے صوبہ جات کی طرح ان پر بھی حکومت کرنے کے خاطر اسٹیٹس پیپلس کانفرنس قائم کی جس کے سرگرم اراکین میں پنڈت نہرو، سردار پٹیل د پٹابی سیتا رامیا کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس کانفرنس کے اجلاسوں میں ریاستوں کے نمائندے شریک ہوتے رہتے ہیں اور ان میں روسار کے خلاف سخت پروپگنڈہ کیا جاتا ہے روسار اور ان کی رعایا کے تعلقات کو کشیدہ کرنے کی ممکنہ کوشش کی جاتی ہے اور کانگریس کے اثرات کو ریاستوں میں بڑھانے کی پوری سعی و جد و جہد کی جاتی ہے متعدد مرتبہ اس کانفرنس نے اکثر ریاستوں کے اندرونی معاملات میں راست

اور جارحانہ مداخلت کی ریاستوں میں بدامنی پیدا کرنے فتنہ و فسادات کو بھڑکانے اور عام ستیہ گرہ کرنے میں کانفرنس کا بڑا حصہ رہا ہے اس کانفرنس کی جدوجہد اور پروپگنڈے کی وجہ سے ریاستوں کے مسلم رعایا کے حقوق پامال ہوگئے اور وہ ہندو اکثریت کے رحم وکرم پر ہوگئی دربار و ہندو اکثریت دونوں کے دباؤ سے ان کی انفرادیت جداگانہ وحدت تہذیب و تمدن کلچر وثقافت زبان و ادب روایات وخصوصیات کو سخت نقصان پہنچا۔

**کل ہند ریاستی مسلم لیگ** اس بڑھتے ہوئے خطرہ کو محسوس کرکے دکن کے قاید ملت مولوی محمد بہادر خاں نے ریاستوں کے مسلم رعایا کے حقوق کی نگہداشت کرنے اور ان کی تہذیب وتمدن اور جداگانہ سیاسی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے کل ہند ریاستی مسلم لیگ قائم کی یہ ایک تعمیری اور خیرخواہ روسا تنظیم ہے جو صرف ریاستوں کے مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح کرنا چاہتی ہے اس کا اولین مقصد یہ ہے کہ ریاستوں کے مسلمانوں کو روسا کا وفادار اور فرقہ وارانہ و روسا کے مخالف تحریکات سے باز رکھے ریاستوں میں جو اصلاحات نافذ کئے جارہے ہیں ان میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور مسلمانوں کی عام سیاسی معاشی تعلیمی وتمدنی اصلاح و ترقی کی جائے صدر مسلم لیگ مولوی بہادر خاں صاحب کی پرزور شخصیت و والہانہ جوش عمل نے اس لیگ میں جان اور ریاستوں کے مسلمانوں میں سیاسی شعور و ذہنی بیداری پیدا کردی ہے اکثر وسط ہند کی ہندو ریاستوں میں بہادر خاں صاحب کی کوششوں کو بڑی

حدتک کامیابی حاصل ہوئی اور رؤساء نے انہیں اپنے حصول مقصد میں
پوری طرح امداد دی ان کی کوششیں بارآور ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں مگر
ریاست کشمیر کی حکومت نے انہیں اپنے حدود سے بلا کسی وجہ سے
ظالمانہ طریقہ سے باہر نکال کر اپنی غیر منصفانہ اور مسلم کش حکمت عملی کا ثبوت
دیا جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ اپنی مسلمان رعایا کو ہمیشہ کے لئے محکوم رکھ کر انہیں
اختیارات و حقوق دینا نہیں چاہتی حکومت کشمیر کے اس نازیبا و غیر
مہذبانہ طرز عمل نے نہ صرف حیدرآباد کے بلکہ مسلمانان ہند کے دلوں کو دکھا
دیا مگر بہادر خاں صاحب کو اپنی ان قربانیوں و جانفروشانہ جد و جہد
کو پورے عزم و استقلال سے جاری رکھنا چاہیئے جو یقیناً ملت اسلامیہ
کے لیے حیات افزا و جان بخش ہیں۔

# ریاست حیدرآباد کا مستقبل

ریاست حیدرآباد جو ایک عظیم المرتبت و خود مختار مملکت ہے اپنی ہمہ گیر ترقیات و بلند معیار
نظم و نسق کی وجہ سے ہندوستانی ریاستوں میں ایک خاص امتیازی خصوصیت
کی حامل ہے حیدرآباد کی موجودہ تیز رفتار ترقی دور عثمانی کا سب سے بڑا شاہکار
ہے متعدد برطانوی و دیگر ذمہ دار مدبرین و ماہرین سیاست نے مملکت حیدرآباد
کی حالیہ ترقیات اور ہمہ گیر مساعی جمیلہ کی بڑے ہی شاندار الفاظ میں تعریف کی ہے یا
حیدرآباد آج کل جس سرعت کے ساتھ سیاسی، دستوری، معاشی، زرعی و صنعتی

اقتصادی اور تمدنی و سماجی و معاشرتی ترقی کرتا جارہا ہے وہ اپنی آپ مثال ہے
حیدرآباد نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بقول سر سموئیل ہور ایشیا کے مہذب
و متمدن ممالک میں ایک شاندار مقام رکھتا ہے اپنی تاریخی عظمت دستوری
ترقیات سیاسی و معاشی استقرار جغرافی محل وقوع تمدنی ذرائع و کثرت
آبادی و ترقی یافتہ نظم و نسق کی وجہ سے مملکت حیدرآباد ہندوستانی ریاستوں کی
قائد بنی ہوئی ہے حیدرآباد نے جدید دستوری و اصلاحات نافذ کی صوبجات ہندوستان
کے دستوری اصلاح و ترقی کے لئے بطور مثال کے پیش کئے جاتے ہیں جن کی تعریف
خود مسٹر ایمری نے متعدد بار کی ہے حیدرآباد بذات خود ایک جداگانہ سیاسی
وحدت و آزاد مملکت ہوتے ہوئے وہ ہندوستان کی سیاسی ترقی کا سب سے
بڑا علمبردار ہے حیدرآباد نے سب سے پہلے عظیم تر ہندوستان کے قیام صوبہ
جات ہند و ریاستوں کے اتحاد و ہندوستان کی ہمہ گیری سیاسی و معاشی
وحدت کے قیام کے لئے وفاقی اسکیم کی تائید کی اور جب رؤسائے ہند نے وفاق
ہند میں شرکت کو ریاستوں کے لئے مضر تصور کرتے ہوئے اپنی عدم شرکت
کا اعلان کیا تو تب حیدرآباد نے وفاق ہند سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا۔

مملکت حیدرآباد اگر ایک جانب ہندوستان کی دستوری و سیاسی ترقی
کی حامی ہے تو دوسرے جانب وہ اپنے تاریخی عظمت ماضی کی روایات و
خصوصیات معاہداتی موقف شاہانہ امتیازات و اقتدار اعلی و اندرونی آزادی
و مکمل اختیارات کی بھی کامل طور پر حفاظت کرنا چاہتی ہے آج کل بعض ناعاقبت
اندیش و غیر ذمہ دار مدبرین و سیاستدان مملکت حیدرآباد کی تاریخی روایات

و معاہداتی موقف کو نظر انداز کرکے اس کو دیگر ہندوستانی ریاستوں کے عام سطح پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں اور طریقۂ عمل درآمد کی وجہ سے روز دوران جنگ اس میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے ان کو کامیابی بھی ہو رہی ہے مگر ان کی یہ ناجائز کامیابی محبان حیدرآباد کے لئے ناقابل برداشت ہے حیدرآباد کی موجودہ صورت حال یا اس کے مستقبل پر بحث کرنے سے قبل اس ریاست ابد مدت کی شاندار تاریخی روایات و آزادانہ معاہداتی موقف پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ ماضی کی روشنی میں مستقبل کی تعمیر کی جا سکے۔

# حیدرآباد کا معاہداتی موقف

حیدرآباد کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آزاد مملکت حیدرآباد نے ایک خود مختار سلطنت کی حیثیت سے برطانوی حکومت سے اسی طرح معاہدات کئے جس طرح کہ دو مساوی المرتبہ حکومتوں کے درمیان معاہدات موؤت طے پاتے ہیں ان معاہدات کے ذریعہ یہ طے پایا تھا کہ امور خارجہ کی حد تک حیدرآباد حکومت برطانوی ہند کے علم و مشورے کے بغیر کوئی عملی اقدام نہیں کرے گا فوجی انتظامات کی حد تک دونوں حکومتوں نے باہمی امداد کا وعدہ کیا لیکن جملہ معاہدات میں صراحتاً یہ درج ہے کہ سلطنت آصفجاہی کے اندرونی معاملات میں حکومت برطانوی ہند کو مداخلت کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا چنانچہ یہ امر صراحتاً معاہدہ سنہ ۱۸۰۰ء کے فقرہ نمبر ۱۵ میں درج ہے جس کے رو سے

تاجداران دکن اپنی رعایا رملازمین اور اقربا کی حد تک مختار مطلق ہیں حیدرآباد اور حکومت برطانوی ہند کے باہمی تعلقات کے تعین کے لئے فقرہ مذکور ایک رہم ترین اور ناقابل ترمیم معیار ہے۔

حیدرآباد نے جتنے بھی معاہدات دولت برطانیہ سے کئے ان سب میں برطانوی حکومت نے حیدرآباد کو اپنا حلیف تسلیم کیا ہے اور حیدرآباد اپنے یار وفادار ہونے پر بجا طور پر فخر کرسکتا ہے ان معاہدات سے مملکت حیدرآباد کا اقتدار اعلیٰ بالکل متاثر نہیں ہوسکتا اور نہ وہ کسی مشورے کے ماننے کی معاہداتی طور پر پابند ہے اور طریقہ عملدرآمد کو قبول کرنے کی بھی کوئی پابندی لازمی نہیں ہے باوجود ان تاریخی معاہدات کے ۱۹۳۶ء کے جدید ترین معاہدہ برار میں ایک سے زاید مرتبہ حیدرآباد کو برطانوی حکومت نے اقتدار اعلیٰ (Sovereignty) کا حامل تسلیم کیا ہے مثلاً ان ممالک محروسہ میں جو ہز اگزالٹڈ ہائی نس دی نظام آف حیدرآباد و برار کے اقتدار اعلیٰ کے تحت ہیں ان میں چند علاقے موسوم بنام برار بھی شامل ہیں اُس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جدید حیدرآباد بلا شرکت غیرے و مداخلت غیرے اقتدار اعلیٰ کا حامل ہے جو اس کی کامل خود مختاری کا بین ثبوت ہے حیدرآباد کی آزادی و اقتدار اعلیٰ اس کو بہ حیثیت جانشین سلطنت مغلیہ کے حاصل ہے تاریخ ہند گواہ ہے کہ ابتدا میں انگریزوں اور حیدرآباد کے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے ایک معطی اور معطی لہ کے ہوا کرتے ہیں۔ گورنر برطانوی ہند معروضہ گذرانا کرتا اور خود کو نیاز مند لکھتا تھا اور والی حیدرآباد اپنے کو مابدولت لکھا کرتے تھے

مسٹر پانیکر نے لکھا ہے کہ انگریزوں کا یہ دعویٰ کہ وہ مغلوں کے جانشین ہیں بے بنیاد اور لغو ہے کیونکہ حکومت برطانوی ہند نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ حکومت حیدرآباد حقوق و فرائض کے لئے حکومت مغلیہ کی جانشین ہے"

**مملکت حیدرآباد کی خود مختاری غیروں کی نظر میں** | ہم ریاست حیدرآباد کی خود مختاری ثابت کرنے کے لئے غیروں کی شہادت پیش کرتے ہیں ٹائمس آف انڈیا ۴ ار جنوری ۱۸۷۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور نظام معاہدہ پیرس میں جو ۱۷۶۳ء میں طے ہوا تھا بالکل خود مختار شاہ دکن تسلیم کئے جا چکے ہیں جس کا اظہار مجلس نظماء نے بھی کیا ہے اسٹیٹمین یکم جولائی ۱۸۵۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ اندرونی معاملات میں جو خود مختاری حیدرآباد کو از روئے معاہدات حاصل اور محفوظ ہے اس پر محض اس وجہ سے کہ نواب میر محبوب علی خاں بہادر شاہ دکن ابھی کمسن ہیں کوئی اثر نہیں پڑ سکتا "

مشہور شہنشاہیت پسند گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے ۲۷ مئی ۱۸۵۱ء میں جو یادداشت لکھی ہے اس میں مملکت حیدرآباد کی خود مختاری کو علانیہ طور پر تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ نظام خود مختار ہیں ہم معاہدات کے ذریعہ اپنے کو پابند کر چکے ہیں کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے اور ہم سے ان کو ان کی اولاد رشتہ داروں ملازمین اور رعایا کی حد تک مقتدر کل تسلیم کر لیا ہے لہٰذا حکومت برطانوی ہند ایماندارانہ طور پر کبھی ایسے آزاد اور خود مختار حاکم پر جبر نہیں کر سکتی اور نہ ہم مجاز ہیں کہ حیدرآباد کے

اندرونی معاملات میں دخیل ہوں"۔

ان برطانوی قوم کے رائے عامہ کے ترجمان اخبارات و حکومت برطانیہ کے ذمہ دار عہدداروں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ مملکت حیدرآباد کی خودمختاری ایک مسلمہ حقیقت ہے اب اگر کوئی قوت یہ دعویٰ کرے کہ وہ معاہدات کی جس طرح بھی ہو تعبیر کرسکتی ہے محض اس وجہ سے کہ وہ قوت دار ہے اور دوسرا فریق کمزور تو یہ دعویٰ موجودہ دور میں ان مقاصد جنگ کے قطعی خلاف ہوگا جن کے لئے برطانیہ امریکہ و دیگر متحدہ اقوام جنگ کر رہی ہیں۔

**اصلاح کی ضرورت** حضرت بندگانعالی اقدس جملہ قوانین کا سرچشمہ اور جملہ عدالتی و عاملانہ اقتدار کا منبع و ماخذ ہیں تاجدار دکن حضرت بندگانعالی کے حکم محکم کا مرافعہ کسی دنیاوی عدالت میں پیش نہیں ہو سکتا یہ ایسا واقعہ ہے جو اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ خسرو دکن مملکت حیدرآباد کے مقتدر اعلیٰ حکمران ہیں یہ حیدرآباد کی قانونی و آئینی حیثیت ہے زمانہ کی تغیرات کی وجہ سے جو بدعنوانیاں مثلاً طریقۂ عملدرآمد یعنی قوت بالادست کی اندرونی معاملات میں مداخلت و مشوروں کی کثرت وغیرہ رائج ہوگئیں ہیں ان کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہیئے تاکہ باہمی تعلقات دوستانہ و مساویانہ بنیادوں پر معاہداتی موقف کی اساس پر مزید مضبوط و خوشگوار ہوسکیں حیدرآباد کا معاہداتی موقف کی برقراری پر اصرار کرنا اس کی عین دوستی و وفاداری کے مترادف ہے جائز مطالبات اور آئینی حقوق کا مطالبہ کرنا اور باہمی تعلقات

کو صحیح اور پائیدار اصول پر منضبط کرنے کی کوشش کرنا اپنے حلیف کے ساتھ دوستانہ تعلقات میں اضافہ کرنا اور زیادہ سے زیادہ وفاداری، ہمدردی اور یگانگت کا اظہار کرنا ہے جس جذبہ محبت و دوستی کے تحت حیدرآباد نے اپنے حلیف برطانیہ کی اس موجودہ جنگ میں اور گزشتہ جنگ عظیم میں اور اس سے قبل غدر کے وقت اور ابتدائی دور میں مرہٹوں و ریاست میسور کے خلاف عظیم الشان امداد دی تھی وہ اسی جذبہ دوستی و محبت کے تحت حیدرآباد اپنے معاہداتی موقف کی برقراری، تاریخی روایات و شاہانہ خصوصیات و شاہی حقوق، سیاسی و جغرافی کالبیت اقتدار اعلیٰ اور آزاد مرتبہ کا مطالبہ اپنے حلیف سے دوستانہ طریقہ سے کرے تو یقیناً یہ مطالبہ بھی عین امر دوستی متصور ہوگا حیدرآباد نے محض جذبات دوستی میں اپنے آپ پر بعض ایسی پابندیاں اور بندشیں عاید کرلی ہیں جو زمانہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے آپ خود اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگئی ہیں اس لئے وہ ان کی اصلاح کرنے میں بالکل حق بجانب ہے

**شاہنشاہانہ حیثیت** | مملکت حیدرآباد کے تاریخی خصوصیات و روایات ایسے شاندار ہیں کہ کوئی دوسری ریاست اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی حکمران حیدرآباد "شاہنشاہیت" کے حامل ہیں ہز ہائی نس سلطان مکلہ و شحر حیدرآباد کے ایک جاگیردار ملازم ہیں ہز ہائی نس ہولکر مہاراجہ اندور حیدرآباد کے مواضع پارنہ و بائل گاوں کے موروثی پٹیل ہیں اور رہنے پر اصرار کرتے ہیں ہز ہائی نس مہاراجہ جودھپور حیدرآباد کے ایک جاگیردار ہیں اور موضع جسونت پورہ ان کو حاصل ہے جے سنگھ پورہ ہز ہائی نس مہاراجہ جے پور کی جاگیر ہے

اور ان ریاستوں کے نمائندے عیدین کے موقع پر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد کے جہاں ان کے مواضع ہیں نذر پیش کرتے ہیں ان امور سے واضح ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت جلالت الملک کو شاہنشاہانہ حیثیت حقیقی طور پر حاصل ہے۔

اعلیٰحضرت بندگان اقدس کو مسلمانان ہند کی قیادت بھی حاصل ہے ۴ ۲ جنوری سنہ ۱۹۴۱ء کے ایک خط میں جس پر جارج ششم آنجہانی کی دستخط ہے اس میں یہ تسلیم اور اقرار کیا گیا ہے کہ حضور نظام ہندوستان میں قاید اسلامی والی ریاست کی حیثیت سے لطف اندوز ہیں اس قایدانہ حیثیت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اعلیٰحضرت بندگان اقدس نے اپنے فرامین مبارک کے ذریعہ گزشتہ جنگ عظیم کی طرح موجودہ جنگ میں بھی حکومت برطانیہ کی حمایت کرنے کا مسلمانان ہند کو مشورہ عنایت فرمایا جس کو ملت اسلامیہ ہند بخوشی تسلیم کرتے ہوئے انگریزوں کی ہر طریقہ سے اس جنگ میں مدد کر رہی ہے۔

تاجداران آصفی کی تمنا اور کوشش بجز اس کے اور کچھ نہیں رہی کہ حیدرآباد میں امن و خوشحالی رہے اور رعایا باعزت زندگی بسر کرے رعایا کی انتہائی تمنا بھی یہی ہو سکتی ہے اس مشترکہ تمنا کی تکمیل کے لیے شاہی اقتدار لازمی ہیں کیونکہ کوئی ذمہ داری اقتدار کے بغیر تکمیل نہیں پا سکتی اعلیٰحضرت بندگان اقدس نے کمال رعایا نوازی سے اپنے اقتدار اعلیٰ میں رعایا کو بھی شریک کر لیا ہے اور دستوری اصلاحات نافذ کر کے رعایا حیدرآباد کو سیاسی معاشی و سماجی اور شہری حقوق عطا فرمائے ہیں جو رعایا کی ہمہ جہتی ترقی کے

ضامن ہیں ہر ذی شعور حیدرآبادی کا یہ ادعیہ ہے کہ اقتدارات شاہی کا مرکز حیدرآباد میں رہے اور بلا شرکت غیرے رہے تاکہ وہ آزادانہ طریقہ سے رعایا کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن رکھ سکے اسی لئے حیدرآباد کا یہ متحدہ مطالبہ ہے کہ ہندوستان کی آئندہ دستوری و سیاسی ترقی کے وقت اس کے حقوق و معاہداتی موقف کو کامل طور پر برقرار رکھا جائے وہ اپنی تاریخی عظمت شاندار روایات شاہانہ خصوصیات و مراعات امتیازات حکمرانی معاہداتی موقف قانونی و آئینی مرتبہ کو بھی مستقبل میں تا قیام برقرار رکھنا چاہتا ہے ۔

# کیا حیدرآباد ہندوستانی اتحاد میں شرکت کرے

یہ ایک امر حقیقت ہے کہ جس طرح شرکت وفاق مملکت حیدرآباد کے لئے مضر تھی اسی طرح حیدرآباد کا ہندوستانی یونین میں جو اختتام جنگ کے بعد مقبولہ مناقی دستور کے مطابق ہندوستان میں قائم ہوگی شریک ہونا بھی مفید ثابت نہ ہوگا ہندوستان کے جدید وائسرائے لارڈ ویول نے اپنی متعدد تقاریر میں جاپان کے خلاف ہندوستان کو بہ حیثیت اہم فوجی و جنگی مرکز کے استعمال پر بڑا زور دیا ہے چونکہ وہ ایک فوجی سیاس ہیں اس لئے یقیناً ان کے دور حکومت میں ہندوستان کی پوری قوت ذرائع و مراکز کو جاپان کے خلاف جنگ میں استعمال کیا جائے گا مگر سیاسی امور روزمرہ کے مسائل کو

حل کرنے کی جانب بھی لارڈ موصوف توجہ کریں گے وائسرائے بہادر نے
اپنی ہندوستان میں سیاسی و دستوری حکمت عملی کی وضاحت کرتے ہوئے
اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ کرپس تجاویز کے مطابق جو ابھی اپنی جگہ موجود ہیں
حکومت برطانیہ ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ عطا کرے گی تاکہ اختتام جنگ
کے بعد وہ دولت عامہ برطانیہ کی برادری میں مساوی حیثیت سے شریک
ہوسکے لارڈ ویول کی واضح کردہ حکمت عملی سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ
وہ ایک جانب اپنی پوری توجہ جاپان کے خلاف جنگ پر مبذول فرماتے ہوئے
ہندوستان کے سیاسی ارتقا و دستوری تعطل کے حل کی بھی کوشش کریں گے
اگرچہ وہ اس کو دشوار تصور کرتے ہیں اور ان کے پاس تعطل کو حل کرنے کا
کوئی لائحہ عمل بھی نہیں ہے مگر وہ تجاویز کرپس پر زور دے رہے ہیں جس
کی رو سے ہندوستان کی سیاسی طور پر تقسیم کو تسلیم کیا گیا ہے ہندوستان
کی سیاسی وحدت کی تجاویز کرپس میں تقسیم ہند کے اصول کو مانتے ہوئے
نفی کر دی گئی ہے ظاہر ہے کہ جب ہندوستان جو کبھی بھی ایک سیاسی وحدت
نہیں رہا ہندو یونین اور مسلم یونین میں تقسیم ہوسکتا ہے تو اس میں ریاستی
یونین بھی قائم ہوسکتی ہے اگر ہندوستان کی ریاستیں اپنے جغرافی محل
وقوع [illegible] ہندو یونین یا مسلم یونین میں شامل ہو جائیں
مگر [illegible] ہندوستان میں [illegible] مرکزیت قائم نہیں ہوسکتی اس لئے
ریاستوں کے لئے [illegible] اپنا ایک یونین بنالیں اگر وہ ایسا
نہیں کرسکیں تو وہ ہندوستان [illegible] سے علیحدہ رہیں اگرچہ کہ اختتام جنگ

کے بعد مجلس دستور ساز میں ریاستوں کے نمائندے بھی شرکت کریں گے مگر ہندوستان کے عمومی تحریکات و عناصر کے مقابلہ میں وہ اپنے مطالبات و حقوق کو منوانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے محض دستاویزی تحفظات قابل عمل ثابت نہ ہو سکیں گے اگرچہ مملکت حیدرآباد کے نمائندے بھی مجلس دستور ساز میں حصہ لیں گے مگر اس مملکت ابد مدت کے تاریخی روایات و معاہداتی موقف و شاہانہ اقتدار وغیرہ کے متعلق وہ تحفظات حاصل کرنے میں بڑی حد تک ناکام رہیں گے اس لئے کہ مجلس دستور ساز میں انہیں سخت مخالف حیدرآباد تحریکات و کانگریسی تحریکات کا سامنا کرنا پڑے گا جن پر غلبہ پانا حیدرآبادی نمائندوں کے لئے یقیناً بہت دشوار ہوگا اگر کانگریسی اکثریت حیدرآباد کے مطالبات و حقوق کو تسلیم بھی کرلے تو وہ محض موقتی چیز ہوگی محض حیدرآباد کو ہندوستانی یونین میں ممکن ہے شامل کرلینے کے لئے کانگریسی قایدین حیدرآباد کے مطالبات مان لیں مگر وہ بہت جلد قوت کی نشہ و اکثریتی زعم میں رد کردئے جائیں گے اور حیدرآباد کے ساتھ اگر وہ یونین میں شریک ہوجائے تو ایسا ہی سلوک کیا جائے گا کہ وہ عملاً ہندوستانی یونین کا ایک حصہ ہے اور جس کی نہ کوئی جداگانہ سیاسی وحدت ہے نہ کوئی اس کا علیحدہ وجود ہے یہ مملکت حیدرآباد کی سیاسی موت کے مترادف ہوگا شرکت وفاق ہند سے تو حیدرآباد کے اقتدار اعلیٰ پر زد پڑرہی تھی ہندوستانی یونین میں شرکت سے تو حیدرآباد کا آزاد و جداگانہ سیاسی وجود ہی ختم ہوجائے گا حیدرآباد یقیناً ہندوستان کے آزادی و سیاسی ارتقار سے دلچسپی رکھتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہندوستان مقبوضاتی مرتبہ حاصل

کرکے ہندوستانی یونین میں خود مختار مملکت حیدرآباد ہی کو ضم کرکے ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ حیدرآباد اپنی خودمختاری کو بھی برقرار رکھنا چاہتا ہے چونکہ جبراً ریاستوں کو ہندوستانی یونین یا کسی اور یونین میں بغیر ان کی مرضی کے شریک نہیں کیا جائے گا اس لئے حیدرآباد کے لئے مناسب تو یہی ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی بھی یونین میں شریک نہ ہو بلکہ جس طرح وفاق ہند میں شریک ہونے سے گریز کیا تھا اسی طرح اپنی جداگانہ سیاسی وحدت و کاملیت کو برقرار رکھنے کے لئے کسی بھی یونین میں شامل نہ ہو بلکہ اپنے معاہداتی موقف و خودمختار کو جو زمانہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے پس منظر چلی گئیں ہیں انھیں از سر تو منظر عام پر لایا جائے جس وقت اختتام جنگ کے بعد برطانوی مدبروں کے وعدوں کے مطابق اور تجاویز کرپس کے رو سے ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ عطا کر دیا جائے اور مقبوضاتی دستور مرتب کرنے کے لئے مجلس دستور ساز طلب کی جائے تو حیدرآباد کو چاہیئے کہ وہ بجائے اپنے نمائندوں کو مجلس دستور ساز میں روانہ کرنے کے راست حکومت برطانیہ سے نمائندہ تاج کے ذریعہ اپنے معاہدات کی تجدید کرنے کی کارروائی کا آغاز کردے اور ایک جدید معاہدہ موجودہ ترقی یافتہ حالات و ماحول کے مطابق طے کرے جس کے رو سے حکومت برطانیہ حیدرآباد کی مکمل خودمختاری اور کامل آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے یا تو دولت عامہ برطانیہ میں بہ حیثیت ایک آزاد و مساوی المرتبہ دول کے شریک ہونے کا موقع دے یا اس کو علحیدہ ہی ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہوئے جملہ خارجی و داخلی امور کی آزادی عطا کرے اس طرح حیدرآباد اختتام جنگ

بعد ایک نئے معاہدہ کے ذریعہ مکمل آزادی حاصل کر کے اقوام عالم کی صف میں بہ حیثیت ایک آزاد قوم کے شریک ہو سکتا ہے آزاد حیدرآباد ہندوستانی یونین کی حکومت سے دیگر حکومتوں کی طرح ہمسایانہ و مساویانہ تعلقات کو برقرار رکھے گا اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آزاد حیدرآباد اپنے اطراف و اکناف کی عمومی و مخالفانہ تحریکات اور دباؤ کا مقابلہ کر سکے گا اس کا جواب حیدرآباد کی قوت و استحکام پر منحصر ہے چونکہ یہ حالت موجودہ حیدرآباد نہ کانگریسی مخالفانہ تحریکات کو اپنے لئے مستقبل میں خطرناک تصور کرتا ہے اس لئے وہ آئندہ دستور سازی کے وقت یہی کوشش کرے گا کہ اس کے تعلقات راست تاج برطانیہ سے علی حالیہ معاہداتی موقف کے رو سے برقرار رہیں مگر اس کا یہ مطالبہ اور کوشش آئندہ بے کار و بے فیض ثابت ہوگی اسلئے کہ برطانوی حکومت بمقبوضات یونین کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے گی محض حیدرآباد کے مفاد کے تحفظ کے خاطر حکومت برطانیہ مداخلت کر کے ہندوستانی یونین کی مخالفت مول لینا پسند نہ کرے گی ایسی صورت میں حیدرآباد کا آئندہ بھی اپنے تعلقات کو تاج برطانیہ سے منسلک کرنے کی کوشش کرنا بے سود ہوگا اس لیئے آزاد مملکت حیدرآباد کا اولین فرض ہوگا کہ ایک جانب وہ اپنے ہمسایہ حکومتوں سے دوستانہ و خوشگوار تعلقات رکھے دوسری جانب اپنی اندرونی قوت میں اضافہ کرے تاکہ بیرونی مخالف تحریکات کا کامیاب سد باب کیا جا سکے حیدرآباد بہت جلد اتنا کافی طاقتور ہو سکتا ہے کہ وہ ہر مخالف تحریک کا خاتمہ کر دے۔

آزاد خود مختار حیدرآباد کی مرکزیت ذات شاہانہ میں مرکوز ہوگی
جو تمام اختیارات کی منبع ہے اسی مرکزیت پر حیدرآباد کی قوت کا انحصار ہوگا
یہ قوت جملہ طبقات رعایا کے اتحاد کی اساس پر مبنی ہوگی حکومت حیدرآباد جو
اپنی رعایا پروری کی وجہ عالمگیر شہرت رکھتی ہے تمام طبقات رعایا میں
اتحاد پیدا کرنے اور اس کو قائم رکھنے کی مساعی کامیاب کوشش کررہی ہے حکومت
سرکارعالی قوم پرستانہ حکمت عملی کی حامل ہے اور ہندو مسلم اتحاد کا قیام اس
کا مسلک ہے دستوری اصلاحات کے ذریعہ تمام رعایا کے مطالبات تسلیم کرکے
اور انہیں حقوق عطا کرکے حکومت سرکارعالی نے اپنی دیرینہ رعایا نوازی
کا مزید ثبوت دیا ہے وہ ہر طریقے سے اپنی رعایا کو خوش و مطمئن رکھنے کی
کوشش کرتی رہتی ہے بیرونی تحریکات سے اگرچہ رعایا کے بعض طبقات
متاثر ہیں مگر حکومت نے ان کے مطالبات منظور کرکے انہیں مطمئن کرنے کی
بڑی حد تک کامیاب کوشش کی ہے عمومیت کے اساس پر ذمہ دارانہ
حکومت کے قیام کے مطالبہ کی وجہ سے حیدرآباد کے روایتی اتحاد میں رخنہ پید
ہوگیا تھا مگر حکومت نے اصلاحات کا اعلان کرکے اور اپنی رواداران و قومی حکمت
عملی کی وجہ سے بہت جلد اس رخنہ کو پاٹ دیا حکومت کی نظروں میں تمام
رعایا مساوی حیثیت رکھتی ہے اور وہ اس کی ترقی و خوشحالی کی ممکنہ کوشش
کررہی ہے ایک جانب حکومت کا مساعی جنگ کو تیزی سے آگے بڑھانا
اور دوسرے جانب اندرون ملک امن و امان اور رعایا میں اتفاق و اتحاد
قائم رکھنا بہت بڑا کارنامہ ہے ہندو مسلم اتحاد کا قیام جو حکومت سرکارعالی

کا دیرینہ و روایتی مسلک ہے وہ اگرچہ بعض سیاسی و بیرونی محرکات کی وجہ سے کچھ متاثر ہو گیا مگر اس کو پھر از سر نو ان چار نکات پر مضبوطی سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) ذات شاہانہ سے وفاداری و حیدرآبادی وطنیت کا جذبہ۔ (۲) زرعی و صنعتی ترقی اور بیروزگاری کا انسداد۔ (۳) عام و ہمہ گیر اشاعت تعلیم و سماجی اصلاح۔ (۴) عام اصلاح نظم و نسق و رعایا ر حیدرآباد کا حکومت سرکار عالی سے قریبی تعلق و اشتراک عمل۔ ان چار امور پر ہندو مسلم اتحاد کو مضبوطی سے قائم کیا جا سکتا ہے جو خود حکومت سرکار عالی کے حکمت عملی سے قریبی تعلق رکھتے ہیں اگر ان امور پر اتحاد قائم ہو جائے تو اس سے آزاد مملکت حیدرآباد کو بڑی تقویت حاصل ہو جائے گی اور اسی قوت سے وہ نہ صرف ہر مخالف تحریک کا کامیاب مقابلہ کر سکے گا بلکہ وہ اپنی جداگانہ کاملیت و آزاد سیاسی وحدت و خودمختاری کو برقرار رکھ سکے گا۔

**عظیم تر و آزاد حیدرآباد** | اختتام جنگ کے بعد جب دستور سازی کی جدوجہد شروع ہوگی اس وقت حیدرآباد آزادی کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے عطا کردہ علاقوں کی واپسی کا بھی مطالبہ کر سکتا ہے جب حکومت برطانیہ ہندوستان کو آزادی عطا کرے گی تو اس وقت اسے حیدرآباد سے لیے ہوئے علاقوں کو واپس کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا یا کم از کم کوئی تامل ہمارا کاوٹ نہ ہونی چاہیئے جس طرح معاہدہ برار ۱۹۳۶ء کے رو سے حکومت برطانیہ نے برار پر اعلیٰحضرت بندگان اقدس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کیا ہے تو اسی طرح اس کو دیگر حیدرآباد سے لیے ہوئے علاقوں پر اعلیٰحضرت بندگانعالی کے اقتدار کو مان لینے

میں کوئی پس و پیش نہ کرنا چاہیئے آئندہ دستوری تغیرات کے وقت
حیدرآبادی علاقوں کا ہندوستانی یونین میں شریک کیا جانا قطعی ناانصافی
ہوگا اس لیئے برار کے ساتھ ساتھ دیگر علاقوں کو بھی حیدرآباد کے ساتھ
شامل کردینا ایک اخلاقی فرض ہوگا اپنے دیئے ہوئے علاقوں کو واپس
لیکر آزاد عظیم تر حیدرآباد ایک عظیم الشان مملکت بن جائے گا اور اپنے
قدرتی ذرائع و وسائل کو استعمال کرکے بہت جلد ترقی کرجائے گا۔

حیدرآباد موجودہ جنگ میں برطانیہ و اتحادین کی ہمہ گیر عظیم الشان
و غیر معمولی مدد کر رہا ہے حیدرآباد کی امداد کی برطانوی مدبرین نے
ہمیشہ تعریف کی ہے حیدرآباد کے وسیع مساعی جنگ بہت ہی موثر اور
اہم حیدرآباد اپنے جملہ وسایل و قدرتی ذرائع سے متحدہ اقوام کی دول محور
کے مقابلہ میں جو وسیع و کامیاب امداد کر رہا ہے اس کا بڑا اچھا اثر
برطانوی و امریکی رائے عامہ پر پڑ رہا ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ حیدرآباد
اس آزادی و تہذیب کی جنگ میں برطانیہ کی زیادہ سے زیادہ امداد کرے
تاکہ آئندہ قیام امن و نظام نو میں اپنے شایان شان حصہ لینے کا مستحق
قرار پاسکے اتحادین نے جب منشور اوقیانوس و چار آزادیوں کا اعلان
کرکے دنیا کے امن و آزادی کی ضمانت دے دی ہے تو وہ ضرور اپنے
یار وفادار اور حقیقی دوست حیدرآباد کی تمام خواہشوں کو پورا کرکے اس کے
مقام کو بلند کریں گے عظیم تر و آزاد حیدرآباد مستقبل میں جنگ کے بعد ضرور
قائم ہوگا اور وہ یقیناً انشاءاللہ تعالیٰ قائم ہوکر رہے گا۔

# آزاد ہندوستان میں آزاد حیدرآباد

ملک معظم کی حکومت کے ذمہ دار عہدہ داروں نے چونکہ اختتام جنگ کے بعد ہندوستان کو آزادی دینے کا قطعی وعدہ کیا ہے اور اس وعدہ کو متواتر دھراتے بھی رہے ہیں اس لیے امید کی جا سکتی ہے کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد ہندوستان کو مقبوضاتی مرتبہ دیا جائے گا جو تقریباً مکمل آزادی کے مترادف ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آزاد ہندوستان میں آزاد حیدرآباد کا کیا موقف ہوگا اس سوال کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ حیدرآباد ملک معظم کی حکومت سے ہندوستان کی آئندہ دستور سازی کے وقت ایک علیحدہ معاہدہ حیدرآباد کے آزاد موقف کے متعلق طے کرے گا اور کسی طرح بھی سیاسی یا دستوری طور پر اپنے کو ہندوستان سے متعلق نہ رکھے گا اگر ہندوستان میں تجاویز کرپس کے مطابق دو سے زاید یونینیں قائم ہوں اور ان پر مشتمل ایک عہدیہ قائم ہو تو تب بھی حیدرآباد عام ہندوستانی مفاد کے مدنظر صرف دفاع، امور خارجہ، دیگر کل ہند امور کی حد تک ہندوستانی عہدیہ سے تعاون عمل کرے گا اور وہ تعاون بھی صرف اسی حد تک ہوگا جس حد تک کہ حیدرآباد کی آزاد حیثیت اس کی

اجازت دے یہ تعاون عمل بھی مساویانہ طور پر اسی اصول پر کیا جائے گا۔
جس اصول کے تحت دولت عامہ برطانیہ کے آزاد ممالک تعاون عمل کرتے
ہیں اگر ہندوستانی عہدیہ قائم نہ ہو اور صرف ہندوستانی یونین مسلم یونین
ہوں تو تب آزاد حیدرآباد اپنی خودمختاری کو برقرار رکھتے ہوئے بہ حیثیت
ایک آزاد ملک و قوم کے اپنے ہمسایہ یونینیوں سے صرف ہمسایہ مساویانہ
و دوستانہ تعلقات قائم رکھے گا اور اگر وہ یونینیں عام و مشترکہ مفاد کے تحت
بعض امور میں اشتراک عمل کریں تو آزاد حیدرآباد صرف اپنے مفاد کی
حد تک ان سے اشتراک عمل کرے گا تاکہ ہندوستان کے مشترکہ کو آگے بڑھایا
جا سکے سماجی تمدنی و تہذیبی مسائل کی حد تک حیدرآباد ہندوستانی
یونینیوں سے بہت قوی تعلقات رکھتے ہوئے پوری طرح اشتراک
عمل کرے گا۔

**حیدرآباد و متحدہ اقوام** | موجودہ جنگ میں حیدرآباد اپنے تمام مسائل
و ذرائع سے برطانیہ کی اور اس کے توسط سے تمام دیگر متحدہ اقوام کی
امداد کر رہا ہے برطانیہ کے جرمنی کے اعلان جنگ کے بعد ہی حیدرآباد نے
فوراً اپنے تمام ذرائع و وسائل کا دوران جنگ میں برطانیہ کو پیشکش
کیا اور عظیم الشان پیمانہ پر مساعی جنگ کا آغاز کر دیا حیدرآباد کے ہوائی اسکاڈرنس
برطانوی ہوائیہ کے ساتھ فضائی جنگ میں زبردست حصہ لے رہے ہیں
حیدرآباد کی کارویٹ کشتی اور ایک آبدوز برطانوی بحری بیڑے میں کارہائے
نمایاں انجام دے رہی ہیں حیدرآباد کی افواج برطانوی افواج کے ساتھ

تمام محاذات جنگ پر شاندار خدمات انجام دے رہے ہیں متحدہ اقوام کے
دوش بدوش حیدرآباد اس جنگ میں ردل محور کے خلاف زبردست وشاندار
حصہ لے رہا ہے حیدرآباد جو تہذیب کا مرکز تمدن کا گہوارہ انسانیت و آزادی
کا علمبردار ہے اس آزادی وعمومیت اور تہذیب وتمدن کی جنگ میں
متحدہ اقوام کی اپنے بساط سے زیادہ امداد کر رہا ہے برطانیہ کے اکثر ذمہ دار
وجلیل القدر مدبروں نے حیدرآبادی امداد ومساعی جنگ کی شاندار الفاظ میں
تعریف کی ہے اور حیدرآباد کے خدمات کو خراج تحسین ادا کیا ہے مسٹر ایمری
وزیر ہند، مسٹر سینکلر سابق وزیر ہوائیہ و ڈیوک آف گلاسٹر نے حیدرآبادی
مساعی جنگ کو جو خراج تحسین عطا کیا ہے وہ حیدرآبادی خدمات کا صحیح اعتراف
ہے آغاز جنگ کے بعد ہی سے حیدرآباد نے متحدہ اقوام کو امداد دینا شروع کر دیا
کروڑوں روپیوں کے حکومت ہند کے دفاعی تمسکات خریدے لاکھوں
روپیوں کی مالی امداد کی اور شکست فرانس کے بعد جب برطانیہ یکا وتنہا
آزادی وعمومیت کی علمبرداری کے لیئے محور کے خلاف جنگ کر رہا تھا اس
وقت حیدرآباد نے اپنے حلیف کی زبردست امداد کی اور اب جبکہ جنگ کا رخ
اتحادین کے موافق ہو گیا ہے تو تب بھی حیدرآباد متحدہ اقوام کی برابر پورے
جوش وخروش کے ساتھ مدد کئے جا رہا ہے اتحادین حیدرآباد کی امداد کو دشمن
کی شکست کا ایک زبردست ذریعہ سمجھتے ہیں حیدرآباد متحدہ اقوام کی غیر
معمولی وعظیم الشان امداد کر کے ان کی صف میں ایک ممتاز مقام پر فائز ہو گیا
ہے۔

**حیدرآباد و نظام نو** | حیدرآباد کی روز افزوں ترقی، زبردست مساعی جنگ اور عظیم الشان امداد جنگ کی وجہ سے حیدرآباد کو آزاد ..... ہونے کا حق حاصل ہوگا اور اپنے دیے ہوئے علاقے واپس لینے میں بڑی مدد ملے گی برطانیہ اور متحدہ اقوام جب محوری کے تحکوم کردہ ممالک کو آزادی دلا کر ان کے کھوئے ہوئے علاقے انہیں ازسرنو عطا کریں گے تو کیا ان سے اتنی بھی امید نہیں کی جا سکتی کہ اپنے ایک زبردست حلیف کی آزادی کے ساتھ اس کے لیئے علاقے واپس کردیں اگر آئندہ اختتام جنگ کے بعد متحدہ اقوام نظام نو قائم کرنے کے سلسلہ میں ایک بین الاقوامی مجلس قائم کردیں تو اس میں آزاد و عظیم تر حیدرآباد کی بھی نمائندگی ہونی چاہیئے۔

نظام نو قائم کرنے اور مسائل مابعد جنگ کے طے کرنے میں بھی حیدرآباد کو اشتراک عمل کا موقع دیا جانا چاہیئے تاکہ حیدرآباد اپنی تاریخی روایات کے مطابق دنیا میں آزاد حکومتوں کی صف میں شریک ہوکر امن و امان کے قیام میں آزادی و حریت، عمومیت و مساوات کی برقراری و تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں متحدہ اقوام سے اشتراک عمل کرتے ہوئے اپنا حصہ ادا کرسکے

زندہ باد آزاد و عظیم تر حیدرآباد ۔